

اہلسنت والجماعت احناف دیوبند کا ترجمان

اہل حق
Ahl
e Haq

شمارہ ۳ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ جلد ۱



اہل حق پر حملہ کرنے والے باطل سن لے!!!

اہل حق

حق فورم

www.ahlehaq.com

رضا خانی مذہب

www.razakhani mazhab.com

اہلسنت والجماعت احناف دیوبند کا ترجمان



شمارہ ۳ شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ جلد ۱

فہرست مضامین

- ۳۔ درس قرآن
۴۔ درس حدیث
۵۔ نعت رسول مقبول ﷺ
۶۔ ہمارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ
۷۔ اداریہ
۱۱۔ پیارے نبی ﷺ کی پیاری سیرت
۱۷۔ گستاخانہ خاکوں کی اشاعت آخر کیوں
۲۰۔ کیا علمائے اہلسنت دیوبند انگریز کے خیر خواہ تھے؟
۳۰۔ مناظر اسلام وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر
اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ
۳۳۔ شیعہ کے عقائد و نظریات
۳۶۔ ایمان کی قیمت
۴۷۔ فضائل شعبان
۴۸۔ اہلحق کی خبریں
۴۹۔ سرزمین دیوبند (نظم)

بانی: ارسلان شکیل بھائی مدظلہ العالی**مدیر:** ساجد خان نقشبندی**مجلس شوریٰ اہلحق**

- امیر مجلس
مرکزی نگراں و ناظم اعلیٰ
ناظم اعلیٰ
ناظم اعلیٰ
میاں ارسلان شکیل صاحب
غازی بھائی
یاسر بھائی
حافظ سعد بھائی
مولانا حافظ محمد خان صاحب مدظلہ العالی
ساجد خان بھائی
ناصر نعمان
محترم ملنگ بھائی
رکن مجلس شوریٰ
رکن مجلس شوریٰ
رکن مجلس شوریٰ
رکن مجلس شوریٰ
رکن مجلس شوریٰ
این ہونسٹ بھائی
انور شیخ بھائی

کمپوزرز**ڈیزائنرز****ویب سائٹ ڈیزائنرز و ٹیکنیشنرز**

- السیف بھائی
ویدیو میکرز
سمیل بھائی
عمر عثمان فاروقی بھائی
عمر عثمان فاروقی بھائی

ناظم دارالافتاء اہلحق

مفتی ایکسپوزنگ باطل صاحب مدظلہ العالی

دوسرا قرآن

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا (القرآن)

بے شک اللہ نہیں بخشتا یہ کہ شریک ٹھیرا دے اس کا اور بخشتا ہے اس کے علاوہ جس کو چاہے اور جس نے شریک ٹھیرایا اللہ کا سو بے شک راہ بھولا دور بھٹک کر۔

اس آیت میں شرک کی مذمت بیان کی گئی ہے کہ جس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھیرایا تو اس کی ہرگز بخشش نہ ہوگی شرک یہ کہ اللہ کے ساتھ کسی اور کو معبود بنادیا اس کی عبادت شروع کر دی یا اللہ کی صفات ذاتیہ میں کسی کو شریک ٹھیرا دیا کہ اللہ کی طرح اس کو حاضر و ناظر مشکل کشا حاجت روا عالم الغیب وغیرہ وغیرہ سمجھ لیا اور مشکلات میں اس کو پکارنے لگے یہ سب شرک کی صورتیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس کو تو معاف نہیں کریگا اس کے سوا جس کو چاہے بخشش دے اس کو یوں سمجھو جیسے بادشاہ کے سامنے کوئی چور ڈاکو آئے تو اب بادشاہ کی صواب دید پر ہے چاہے سزا دے چاہے بخش دے مگر بادشاہ کے حق میں ایک تقصیر یہ ہے کہ اس کے خلاف بغاوت کر دے اس کے تاج و تخت کا مالک کسی چماڑ کو سمجھ لے ظاہر ہے کہ بادشاہ اس کو کبھی معاف نہ کرے گا بلکہ ایسے لوگوں کو معاف کرنا خود اس کی بادشاہت کیلئے مضر ہوگا۔ (بلا تشبیہ) اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ہاں مختلف گناہوں کی سزا مقرر ہے وہ اس پر قادر ہے کہ چاہے تو معاف کر دے چاہے اس کی سزا دے مگر اللہ کے اختیارات میں کسی اور کو شامل کرنا یہ ایسا گناہ ہے جس کو اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا۔

ان آیات میں ایسے شخص کو راہ بھولا ہوا کہا گیا اللہ کی راہ بھولنا یوں بھی ہوتا ہے کہ حلال و حرام میں امتیاز نہ کرے چوری بدکاری میں گرفتار ہو جائے نماز روزہ چھوڑ دے وغیرہ وغیرہ لیکن جو شرک میں پڑا وہ سب سے زیادہ بھٹکا ہوا ہے وہ ایسے گناہ میں مبتلا ہوا کہ اللہ اس کو ہرگز نہ بخشے گا اور سارے گناہوں کو اللہ بخش دے گا جو اس کی سزا مقرر ہے اس کے بعد۔ (ماخوذ از تقویۃ الایمان)

اللہ پاک ہر مسلمان کو شرک سے بچائے اور ایمان خالص اور توحید خالص پر زندگی گزارنے کی توفیق دے آمین۔

درس حدیث

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ رَجُلٌ "يَا نَبِيَّ اللَّهِ مَنْ أَكْبَسُ النَّاسَ وَ أَحْزَمُ النَّاسَ؟ قَالَ أَكْثَرُهُمْ ذِكْرًا لِلْمَوْتِ وَ أَكْثَرُهُمْ إِسْتِعْدَادًا لِأَوْلَئِكَ الْأَكْيَاسُ ذَهَبُوا بِشَرَفِ الدُّنْيَا وَ كَرَامَةِ الْآخِرَةِ. (رواه الطبرانی فی المعجم الصغير)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے پیغمبر! بتلائے لوگوں میں کون زیادہ ہوشیار اور دور اندیش ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”وہ جو موت کو زیادہ یاد کرتا ہے اور موت کیلئے زیادہ سے زیادہ تیاری کرتا ہے جو لوگ ایسے ہیں وہی دانشمند ہوشیار ہیں۔ انہوں نے دنیا کی عزت بھی حاصل کی اور آخرت کا اعزاز و اکرام بھی۔

تشریح: جب حقیقت یہ ہے کہ اصل زندگی آخرت ہی کی زندگی ہے جس کیلئے کبھی فناء نہیں تو اس میں کیا شبہ ہے کہ دانشمند اور دور اندیش اللہ کے وہی بندے ہیں جو ہمیشہ موت کو پیش نظر رکھ کر اس کی تیاری کرتے رہتے ہیں اس کے برعکس وہ لوگ بڑے عاقبت نا اندیش اور احمق ہیں جنہیں اپنے مرنے کا تو پورا یقین ہے لیکن وہ اس سے اور اس کی تیاریوں سے غافل رہ کر دنیا کی لذتوں میں مصروف اور منہمک رہتے ہیں۔

نعت رسول مقبول ﷺ

سعید بھائی

جب زباں پر محمد (ﷺ) کا نام آگیا
آسمان سے درود و سلام آگیا

سوزِ فرقت سے دل جب پریشاں ہوا
لب پہ لا تقطوا کا پیام آگیا

جب بڑھی حد سے دیدار کی تشنگی
رو برو میرے ماہِ تمام آگیا

فاصلے خواب ہی خواب میں طے ہوئے
آنکھیں کھولی تو دارالسلام آگیا

کاش پھر حاضر ی کی اجازت ملے
پھر کروں عرض آقا غلام آگیا

جب مدینے پہنچوں تو گونج اٹھے
لوگوں شیدائے خیر الانام آگیا

جب زباں پر محمد (ﷺ) کا نام آگیا
آسمان سے درود و سلام آگیا

ہمارے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

سعید بھائی

ہمارے ہمارے ہمارے
ہمیں اپنی جان سپیارے صحابہ
نبی ہے سمندر کنارے ہیں صحابہ

کیا تعریف اپنی زباں سے کروں میں
یا آقا کی پھر ترجمانی کروں میں
قمر ہیں نبی تو ستارے ہیں صحابہ

صحابہ کا دشمن رافضی کافر
ہمارا بھی دشمن شیطانیت میں ماہر
دفاع صحابہ کریں گے سپاہ صحابہ

احد کا وہ دن وہ مکاں یاد ہوگا
نبی پر وہ حملہ زمانہ یاد ہوگا
دل و جان ہے قربان پکارے صحابہ

نظر سے فکر سے ہوں قربان ان پر
میرادل و جگر اور میری جان ان پر
یوں جھنگوی پکارے ہمارے صحابہ

ہمارے ہمارے ہمارے
ہمیں اپنی جان سے پیارے صحابہ
نبی ہے سمندر کنارے ہیں صحابہ

اداریہ



ساجد خان نقشبندی

اہلحق پر حملہ کرنے والے باطل سن لے۔۔۔!!!

قارئین کرام! اللہ رب العزت تمام جہانوں کا خالق و پروردگار ہے۔ اسی ذات رب العلیٰ نے اپنی خالقیت و ربوبیت کے اظہار کیلئے اس کائنات کو تخلیق کیا اور دنیا میں انسان کو اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا اور تمام کائنات کو اس کیلئے مسخر کر دیا۔ اگر آپ سورج کو دیکھیں تو وہ بھی اسی انسان کی خدمت میں لگا ہوا ہے، چاند ستارے، چرند پرند، بیل بوٹے، حیوان حتیٰ کے فرشتے کسی نہ کسی صورت میں اسی انسان کی خدمت پر مامور ہیں۔ اور انسان سے المست برکم کا عہد لے کر اس دنیا میں صرف اپنی عبادت کیلئے بھیجا اسے یہ مقصد اور اصول دے کر بھیجا کہ وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون مگر افسوس کہ انسان اس دنیا کی عارضی چکا چوند اور رنگینیوں میں اس قدر کھو گیا اور منہمک ہو گیا کہ اپنے مقصد حقیقی اور حیات ابدی اور اس کی تیاری کو بھول گیا۔ دوسری طرف شیطان بھی ہر طرح سے اس کوشش میں مصروف رہا کہ کسی طرح اس انسان کو ایک اللہ کی عبادت اس کی اطاعت سے نکال کر اپنی بندگی میں داخل کر کے ہمیشہ کیلئے ذلیل و رسوا کر دیا جائے کیونکہ وہ اپنی ذلت کا اصل محرک اور سبب اسی انسان کو سمجھتا تھا۔ دوسری طرف اللہ رب العزت جو اس انسان پر بڑا مہربان ہے اپنے مقبول بندوں کے ذریعہ ہر دور ہر جگہ میں اس انسان کی رہنمائی کرتا رہا اور اسے اس کا عہد اور مقصد حقیقی یاد دلاتا رہا۔

حق اور باطل کی اسی باہمی کشمکش کے نتیجے میں دنیا میں مستقل دو گروہ بن گئے ایک ”حق اور اہلحق“ کا گروہ تو دوسرا ”باطل اور اہل باطل“ کا گروہ۔

حق والوں کے ہاتھ میں وحی الہی کا نور اور دنیا و آخرت میں کامیابی پانے کیلئے دلائل و براہین کا ایسا روشن آلاؤ تھا جس کے ذریعہ وہ ہر دور میں باطل کی تاریک راہوں پر سے کامیابی و کامرانی کے ساتھ گزرتے گئے۔ دوسری طرف باطل کے پاس سوائے اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کے اور کچھ بھی نہ تھا یہ گروہ ہمیشہ دلیل کی بنیاد پر، عقل کی بنیاد پر، حق کی بنیاد پر، کلمہ حق کی بنیاد پر اہلحق کے سامنے عاجز و بے بس رہا۔

آپ تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں اہل باطل جب اہلحق کے سامنے دلائل کی جنگ ہار گیا تو اہلحق کا قافلہ روکنے کیلئے دنیا میں اپنی چودہ راہٹ بچانے کیلئے، اپنی عرضی بادشاہتوں کی رونق بحال رکھنے کیلئے دھونس اور دھمکیوں پر اترا آیا۔ ہابیل کے سامنے قابیل جب دلیل کی بنیاد پر بات کرنے سے عاجز آ گیا تو باطل فوراً بد معاشی پر اترا آیا اور کہا قَالَ لَا قُتُلْنَاكَ تو مجھے نہیں جانتا میں تجھے قتل کر دوں گا۔ مگر کیا ہوا۔؟؟؟ کیا حق ولے ڈر گئے۔؟؟؟ ہر گز نہیں بلکہ حق والے حق پر ڈٹے رہے اور ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے۔ نوح علیہ السلام کی قوم جب ان کے دلائل کے سامنے عاجز آ گئی تو دھمکیوں پر اترا آئے اور حق والوں کو ڈرانے کیلئے کہا اَلَيْسَ لَمْ تَنْتَهِ يَنْوُحْ لَنَكُونَنَّ مِنْ

الْمَرْجُومِينَ۔۔ اے نوح اگر تو حق سے باز نہ آیا تو سن لے تو ہماری طاقت کو نہیں جانتا ہم تجھے سنگسار کر دیں گے مگر کیا ہوا کیا نوح علیہ السلام ڈر گئے۔۔؟؟ کیا اہلحق کا قافلہ رک گیا۔۔؟؟ کیا حق نے باطل کے سامنے ہتھیار ڈال دئے۔۔؟؟ نہیں نہیں بلکہ ذلت و رسوائی باطل کا مقدر بن گئی۔ حضرت ہود علیہ السلام کے مقابلے میں باطل جب عاجز آ گیا تو اپنے مکرو فریب پر اتر آیا مگر اس وقت بھی اہلحق نے حق کی دعوت کو چھوڑنے کے بجائے یہ صاف اعلان کر دیا فَاكِذُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تَنْظُرُوْنَ ہاں ہاں سن لو!! تم سے جو ہو سکتا ہے کر لو ہمیں دھمکیاں نہ دو ہمیں مت ڈراؤ ہمیں مہلت بھی نہ دو ہم حق سے باز آنے والے نہیں۔۔ بلکہ سنو اگر آج تم نے اپنی اس ظاہری شان و شوکت کی بنیاد پر ہمیں ختم بھی کر دیا تو کیا ہوا۔۔؟؟ وَ يَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ لَا تَضُرُّوْهُ شَيْئًا مِّر ارب تمہاری جگہ کسی اور کو لے آئے گا جو اس حق کے قافلے کو دوبارہ رواں دواں کر دے گا اور تم اسکا کچھ بگاڑ نہ سکو گے۔ حضرت لوط علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو حق کی دعوت دی تو اہل باطل عاجز آ کر دھونس دھمکیوں اور بد معاشی پر اتر آیا اور کہا اٰخِرُ جُوهُمْ مِنْ قَرِيْبِكُمْ ان کو اپنے علاقے سے نکال دواں کی بات نہ سنو نہ یہ یہاں ہونگے نہ حق کی یہ بہاریں ہونگی اور ہماری یہ جھوٹی عبا ئیں و قبا ئیں اسی طرح محفوظ رہیں گی پھر کیا ہوا کیا اہل باطل نے اہلحق کو بادیا۔۔ نہیں نہیں بلکہ حق کے مقابلے میں آنے والا باطل عبرت کا نشان بن گیا فَاَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ۔

موسیٰ علیہ السلام نے جب حق کا نعرہ مستانہ بلند کیا اور اہل باطل کے سامنے حق کے دلائل رکھے تو باطل نے بجائے جواب دینے کے وہی طریقہ اپنایا جو اس کا شیوہ بن چکا تھا اور لگے چلائے اَتَذَرُ مُوسٰی وَ قَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ وَ يَذْرُكَ وَ الْهٰتَكَ ارے یہ کیا کیا تو موسیٰ اور اس کے قافلے کو اسی طرح آزاد چھوڑے رکھے گا؟؟ کہ وہ تجھے اور تیرے معبودوں کو جھٹلاتے رہیں۔۔؟؟ تیرے اس باطل نظام کو لٹکا رتے رہیں۔۔؟؟ نہیں نہیں سَنَقِيْلُ اَبْنَانُھُمْ وَ نَسْتَحْيٰ نِسَاْنُھُمْ ہم اہلحق کو عبرت کا نشان بنا دیں گے وَاَنَا فَوْقُھُمْ قٰھِرُوْنَ وہ ہمیں سمجھتے کیا ہیں ہم ہر طرح سے ان پر غالب ہیں۔ مگر کیا ہوا۔۔؟؟ کیا اہلحق اہل باطل سے ڈر گئے نہیں ان کا ایمان تو رب تعالیٰ پر تھا ان کا راستہ تو حق سچ کا راستہ تھا وہ تو پکار پکار کر کہنے لگے اِسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَ اصْبِرُوْا ذُرِیَّتُہٗمَ اللّٰہ ہمارے ساتھ ہے صبر کرو حق والوں پر امتحان کے دن آتے رہتے ہیں یہ ہمارا کچھ بگاڑ نہ سکیں گے۔۔ پھر کیا ہوا تاریخ اٹھا کر دیکھو حق کے مقابلے میں آنے والا باطل آج بھی مصر کے عجائب گھر میں دنیا والوں کیلئے عبرت کا نشان بنا ہوا ہے۔

دوستو! تاریخ اٹھاؤ عرب کے ریگستانوں سے حق کی آواز بلند ہوئی کہ بس بہت ہو چکا اب رب کی سرزمین پر رب کا حکم چلے گا حق کا بول بالا ہوگا۔ حق کی اس للکار نے باطل پرستوں کی نیندیں حرام کر دیں جبہ و دستار کی آڑ لئے ہوئے جھوٹے صوفیوں اور ملاؤں کو اپنی دکانیں پھینکی نظر آنے لگیں حق کے سامنے عاجز آ گئے اور لگے مشورہ کرنے کوئی کہتا ہے کہ حق کی اس آواز کو شہر سے ہی نکال دو جواب ملا حق کا یہ سرچشمہ جہاں جائے گا حق کے چشمے پھوٹ پڑیں گے۔ کوئی کہتا ہے کہ اس کو قید و بند میں ڈال دو جواب ملا اس کے پروانے جان پر کھیل کر چھڑالے جائیں گے۔۔۔ دور سے ایک آواز آئی کہ نہیں نہیں سنو! حق کی اس آواز کو ہی ختم کر دو ہمیشہ کیلئے اسے بند کر دو ہدایت اور حق کے اس چراغ کو ہی بھجا دو نہ چراغ رہے گا نہ اس پر مر مٹنے والے پروانے۔ مگر کیا ہوا کیا حق مٹ گیا۔۔؟؟ نہیں نہیں خدا کی قسم خود رب کائنات باطل کو ذلیل و رسوا کرنے کیلئے اس کے مقابلے میں آ گیا۔

میرے دوستو سنو! مکہ کے بے آب و گیاہ ریگستان میں تپتی دھوپ میں درد سے کراہتی یہ کس کی زبان ”احد احد“ پکار رہی ہے یہ تو حبشہ کا ایک غلام ہے جس کا نہ کوئی قبیلہ، نہ خاندان، پر دیسی بے یار و مددگار آخر اس سے کسی کو کیا خطرہ؟ جو اس پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے جارہے ہیں۔۔۔ ہاں ہاں اس نے حق کا ساتھ دے دیا اس نے حق کا بول بالا کر دیا اس نے باطل کو مٹانے کی قسم کھالی اب یہ پر دیسی غلام نہ رہا یہ تو بلال حبشی ہو گیا جو چلتا تو زمین پر ہے مگر قدموں کی آہٹ جنت میں سنائی دیتی ہے۔

امام احمد بن حنبل باطل کے سامنے ڈٹ گیا باطل جب اپنی تمام تر عقلیات، منطقیات و فلسفوں کے باوجود دلائل کی جنگ ہار گیا تو بدمعاشی پر اتر آیا اس نرم و نازک پیٹھ پر جو ہر دم اللہ کی اطاعت کی آگے جھکی رہی اس پر کوڑے برسے لگے کہ باز آ جا۔۔۔ حق کو چھوڑ کر باطل کے ساتھ مل جا۔۔۔ ہماری بات مان لے۔۔۔ مگر کیا حق نے ہار مان لی کیا اہلحق شکست کھا گئے۔۔۔؟ نہیں نہیں وہ تو ہمیشہ کیلئے امر ہو گئے اور ان کے مقابلے میں آنے والا باطل تاریخ کا حصہ بن کر رہ گیا۔

برصغیر میں انگریز باطل کی صورت میں آیا حق والوں کو زندانوں میں قید کیا سولی پر چڑھایا جلاوطن کیا مگر حق والوں کو ختم نہ کر سکا حق کو مٹا نہ سکا۔ اہلحق کو بدنام کرنے کیلئے قارون نے ایک فاحشہ عورت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگوائی تو انگریز نے اہلحق کو بدنام کرنے کیلئے بریلی کے اپنے ایک نمک حلال ملاں کو مجدد بنا کر پیش کیا اور اس کے ذریعہ سے اہلحق کو ہر طرح سے بدنام کرنے کی کوشش کی گئی مگر حق والے حق کے نعروں سے باز نہ آئے مرزائی جب دلائل کی جنگ ہار گیا تو لاہور کی گلیوں کو دس ہزار نو جوانوں کے خون سے رنگین کر دیا مگر حق کا بول بالا رہا اور باطل کا منہ کالا ہوا۔

غرض تاریخ ہمیشہ اس بات کی گواہ رہی کہ باطل نے حق کے مقابلے میں ہمیشہ دھونس دھمکیوں اور بدمعاشی سے کام لیا اور حق کی آواز کو دبانے کیلئے ہر قسم کے مکر و فریب سے کام لیا مگر حق والوں نے کبھی ان کی پروا نہ کی ہمیشہ ہر جگہ ہر میدان میں حق کا جھنڈا بلند کئے رکھا۔ قارئین کرام! یہ دور جدید میڈیا کا دور کہلاتا ہے باطل نے اس کا بروقت ادراک کرتے ہوئے میڈیا کو بھرپور طریقے سے استعمال کیا اور اپنے باطل نظریات کے پرچار کیلئے اس کو مرکز حیثیت دی۔ باطل کی یہ سرگرمیاں حق والوں کیلئے تشویش کا سبب بنی اور آخر کار انھوں نے باطل کا مقابلہ کرنے اور حق کی آواز بلند کرنے کیلئے چند سال پہلے ”اہلحق میڈیا سروس“ کی بنیاد رکھی۔ کسے معلوم تھا کہ چند سر پھرے نو جوانوں کی یہ ادنیٰ سی کوشش جو انتہائی بے سروسامانی کی کیفیت میں محض اللہ پر بھروسہ کرتے ہوئے شروع کی گئی ایک دن اہلحق کا سب سے بڑا میڈیا نیٹ ورک بن کر ابھرے گا۔

اسے آپ ان نو جوانوں کے اخلاص کا ثمرہ اور کرامت ہی شمار کر سکتے ہیں کہ وہ انٹرنیٹ جہاں کچھ عرصہ پہلے باطل کا راج تھا جہاں اہلحق کا نام لینا ہی سب سے بڑا جرم تھا آج اللہ کی مدد و نصرت اور اس گروپ کی محنت کی برکت سے مسلک اہلحق اہلسنت والجماعت سب سے بڑا اور مضبوط مسلک بن کر ابھرا۔ اہلحق نے نہ صرف خود کو منوایا بلکہ باطل کو دفاع کرنے پر مجبور کرتے ہوئے اسے ناکوں چنے چوہادے اہلحق میڈیا سروس نے ہر میدان میں باطل کے ہر گروہ کو لاکارا۔ اہلحق میڈیا سروس کی اسی بڑھتی ہوئی کامیابی اور بے پناہ مقبولیت نے باطل کی نیندیں حرام کر دیں اسے اپنا انجام صاف نظر آنے لگا کہ حق کے اس طوفان کو اگر نہ روکا گیا تو یہ باطل کو خس و خاشاک کی طرح اپنے

ساتھ بہالے جائے گا چنانچہ شیعہ بریلوی غیر مقلد اور دیگر باطل پرستوں نے الکفر ملۃ واحدة کا ثبوت دیتے ہوئے اہلحق میڈیا سروس پر حملہ کیا اور اس کی سائٹس کو ہیک کر کے ختم کرنے کی کوشش کی اور حق کی اس آواز کو بند کرنا چاہا مگر الحمد للہ وہ اس میں بری طرح ناکام رہا اپنی عارضی کامیابی پر خوشی سے پھولے جا رہے تھے کہ ہم نے اہلحق کو ختم کر دیا مگر باطل پرستوں آؤ آج دیکھ لو اہلحق میڈیا سروس پہلے سے کہیں بڑھ کر تمہارے سامنے موجود ہے۔ تم کیا سمجھتے ہو کہ اس طرح کی حرکتیں کر کے ہمارے حوصلے پست کر دو گے نہیں خدا کی قسم ہم ہر بار ایک نئے جذبے ایک نئے ولولے ایک نئے جوش کے ساتھ تمہارے سامنے ہونگے۔

باطل سے دبنے والے آسمان نہیں ہے ہم
سو بار کرچکا ہے تو امتحان ہمارا
توحید کی امانت ہے سینوں میں ہمارے
آسان نہیں مٹانا نام و نشان ہمارا

بریلویوں! اگر آج تم razakhanimazhab.tk کا ڈومین خرید کر یا اس کے خلاف رپورٹس لکھوا کر اس کو بند کروادیا تو تم کیا سمجھتے ہو کہ ہم مایوس ہو گئے؟؟ ہم ڈر گئے؟؟۔۔۔ نہیں نہیں خدا کی قسم ہمیں یقین ہے کہ حق ہمارے ساتھ ہے ہمارا رب ہمارے ساتھ ہے اس راہ کے کانٹے ہمارے لئے پھول ہیں ہم خوشی سے ان کو گلے کا ہار بنانے کیلئے تیار ہیں۔

اہل باطل یہ بات کان کھول کر سن لے کہ دنیا کی کوئی طاقت اب تمہیں ذلت و رسوائی سے نہیں بچا سکتی شکست تمہارے مقدر میں لکھی جا چکی ہے جبہ و دستار کی آڑ میں تمہارا اصل مکروہ چہرہ دنیا والوں کو دکھایا جا چکا ہے۔۔۔ آخر تم نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ اس قسم کی حرکتیں کر کے تم ہمیں ڈرا دو گے ہماری راہ میں رکاوٹیں پیدا کر کے اس قافلے کو روک دو گے۔۔۔ سنو!

دین محمدی ابد سے انتہاء تک قربانیوں سے رنگین ہے۔۔۔ بدر سے تبوک تک۔۔۔ کربلا سے دشت لیلیا تک۔۔۔ بابر مسجد سے لال مسجد تک۔۔۔ جنگ یمامہ سے جنگ آزادی تک۔۔۔ ۲۳ سال دور نبوت سے تحریک ختم نبوت تک۔۔۔ مسجد نبوی سے مسجد جھنگوی تک۔۔۔ فاروق اعظم سے طارق اعظم تک۔۔۔ حضرت عثمان سے ضیاء الرحمن تک۔۔۔

غرض تاریخ کا ہر ورق ہماری قربانیوں کی شہادت دے رہا ہے اور یہ اعلان کر رہا ہے کہ

فانوس بن کر جس کی حفاظت ہوا کرے
وہ شمع کیا بجھے گی جس کی حفاظت خدا کرے

اس موقع پر میں اہلحق میڈیا سروس کے امیر اور روح رواں محترم میاں ارسلان شکیل بھائی کا خصوصی شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے اہلحق میڈیا سروس کی بنیاد رکھی اور مسلک اہلحق کی ترویج میں ہر قسم کی مشکلات کو خندہ پیشانی سے قبول کیا اور ہمیں ایک بہترین پلیٹ فارم مہیا کیا۔ ہمیں آپ کی قیادت و امارت پر بھرپور اعتماد ہے۔ اللہ پاک آپ کی عمر و علم میں برکت کرے اور دشمنوں کے شرور سے آپ کی اور اہلحق میڈیا سروس اس کی پوری ٹیم اور اہلحق سے وابستہ لوگوں کی حفاظت فرمائے۔ آمین

پیارے نبی ﷺ کی پیاری سیرت

(قسط دوم)

تحریر: محمد حسن

رضاعت

سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی والدہ حضرت بی بی آمنہ نے دودھ پلایا۔ بعد اس کے آپ کے چچا ابولہب کی لونڈی ثوبیہ نے آپ کو دودھ پلایا اور آپ کی پیدائش کی خوشی میں ابولہب نے ثوبیہ کو آزاد کر دیا اس طرح ایک واقعہ کتب سیرت میں ملتا ہے کہ ”عروۃ رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری کی حدیث کے پس منظر میں بتلایا کہ کسی نے ابولہب کی موت کے بعد اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حاصل ہوا؟ کہاں میں تبصرہ نہیں کر سکتا کہ ایسا عذاب ہو رہا ہے البتہ مجھے آنکھوٹھے اور انگلی کے بیچ سے پانی ملتا رہتا ہے اس عمل کے عوض کے میں نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانے کے باعث) ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔“

اس واقعے کو میلاد منانے کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے جو کہ قطعی نامناسب ہے کیونکہ یہاں ابولہب نے میلاد کے واسطے نہیں بلکہ دودھ پلانے کے واسطے ثوبیہ کو آزاد کیا تھا۔ میلاد کا مروجہ طریقہ جو رائج ہے وہ درست نہیں اگر حرام سے توبہ، نماز کی پابندی اور گناہوں سے بچتے رہنا اصل میلاد ہے اور یہ میلاد مسلمانوں کو محض ۱۲ ربیع الاول کو نہیں بلکہ ہر روز منانا چاہیے۔ ایسا میلاد جس میں ہم نہ حرام چھوڑے مگر نمازیں چھوڑ دیں، بتیاں اور تمقیں روشن کر کے بجلی کے بحران میں چلتے ملک میں عوام پر لوڈ شیڈنگ کا بوجھ پڑھوائیں اور پھر میلاد منا کر بھی حضور کی سنت پر اُسترے چلائیں تو ایسے میلاد سے ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف پہنچائیں گے یا مسرت؟ ہم کہتے ہیں میلاد روز مناؤ لیکن میلاد ہو تو توبہ کے ساتھ، ترک حرام کے ساتھ، بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹس کے بند کرنے کے ساتھ، اسٹاک مارکیٹ میں حرام روز مناؤ لیکن میلاد ہو تو توبہ کے ساتھ، ترک حرام کے ساتھ، بینکوں کے سیونگ اکاؤنٹس کے بند کرنے کے ساتھ، اسٹاک مارکیٹ میں حرام سے بچنے کے ساتھ، پرائز بانڈز کو جلا کر پھینکنے کے بعد، فکس پرافٹ پر پیسہ دینے کو چھوڑنے کے بعد، نمازوں کی پابندی کے ساتھ، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کے ساتھ اور کسی کو تکلیف دیے بغیر روز میلاد مناؤ کہ اصل میلاد اسلام پر ٹھیک ٹھیک چلنا ہے نہ کہ بارہ ربیع الاول کو ووفرز (woofers) میں گانے کے طرز پر پڑھی جانے والی نعتوں کے ساتھ، نہ کہ نمازیں چھوڑنے کے ساتھ اور حرام کام کرتے رہنے کے ساتھ۔

حضرت ثوبیہ کی رضاعت کے سبب آپ کے رضاعی بھائی حضرت مسروح، آپ کے چچا حضرت حمزہ اور ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی رضی اللہ عنہما تھے۔

عرب کے ہاں دستور تھا کہ بچے کو امراض سے بچانے کے لئے بدوی عورتوں کی رضاعت میں دے دیا جاتا تھا اسی دستور کے تحت آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے آپ کی رضاعت کے لئے ایک بدوی عورت کی تلاش شروع کی اور اس طرح ثوبیہ کے بعد آپ کو رضاعت کے لئے حضرت حلیمہ سعدیہ کے حوالے کر دیا گیا

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ کے رضاعی بھائی بہنوں میں عبداللہ، انیسہ، حذافہ، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب

تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حلیمہ کے پاس تھے تو وہاں کی ایک عورت نے بھی آپ کو ایک دن دودھ پلایا تھا یہ عورت وہی تھی جس کی رضاعت میں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیا گیا تھا اس طرح آپ کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے دو واسطوں سے رضاعی بھائی ہیں۔ ایک حضرت ثوبیہ کے سبب اور ایک بنی سعد کی اس عورت کے واسطے سے (زاد المیعاد صفحہ ۴)

رضاعت کے دعاران حضرت حلیمہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بھی دیکھے ابن اسحق رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حلیمہ بیان کرتی تھیں کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ ایک دودھ پیتا بچہ لے کر بنی سعد کی کچھ عورتوں کے ساتھ شہر سے باہر دودھ پینے والے بچوں کی تلاش میں نکلیں۔ یہ قحط کے دن تھے اور اس سے کچھ باقی نہ رہا تھا۔ میں اپنی سفید گدھی پر سوار تھی اور ہمارے پاس ایک اونٹنی بھی تھی جس سے ایک قطرہ بھی دودھ نہ نکلتا تھا اور نہ میری چھاتی میں کچھ تھا جس کے باعث بچہ بھوک سے اس قدر بلکتا تھا کہ ہم رات بھر سونہ پائے۔

----- میری گدھی بھی کمزوری اور ابلے پن کے سبب سست رفتار تھی جس سے پورا قافلہ تنگ آ گیا تھا۔-----

آخر کار میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رضاعت کے لئے اس لئے لے لیا کہ مجھے کوئی اور بچہ نہ مل سکا جبکہ میں ان کو لا کر ڈیرے پر پہنچی تو اسے اپنی آغوش میں رکھا تو اس نے جس قدر چاہا اس قدر دونوں چھاتیوں سے دودھ اٹا آیا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رضاعی بھائی نے شکم سیر ہو کر دودھ پیا اور دونوں بھائی سو گئے حالانکہ اس سے پہلے وہ بچہ نہیں سو پا رہا تھا۔ پھر میرے شوہر جب اونٹنی کے پاس دودھ دوہنے گئے تو اس کے تھن بھی دودھ سے بھرے ہوئے تھے ہم نے بھی نہایت آسودہ ہو کر وہ دودھ پیا اور آرام کے ساتھ رات گزاری۔ صبح ہوئی تو حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے شوہر نے کہا ”اے حلیمہ! خدا کی قسم تو نے ایک بابرکت روح حاصل کی ہے“ حضرت حلیمہ نے کہا ”جی مجھے بھی یہی توقع ہے“ آگے فرمایا کہ جب قافلہ روانہ ہوا تو میری وہ سست گدھی اس قدر رفتار سے آگے بڑھی کہ کوئی گدھا اس کو پیچھے نہ کر سکا یہاں تک کہ میری سہلیاں مجھ سے کہنے لگی ”اے بنت ابو ذویب! یہ کیا ہے؟ ذرا ہم پر مہربانی کر آخر یہ تیری وہی گدھی ہے جس پر تو سوار ہو کر آئے تھی“ انہوں نے کہا ”بخدا یہ وہی ہے“ جس پر ان کی سہلیوں نے کہا ”اس کا یقیناً کوئی خاص معاملہ ہے“

(سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم للذہبی صفحہ ۲۰، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ہشام صفحہ ۱۶۲)

واقعہ شق صدر

جب دو سال کا عرصہ پورا ہوا اور مدت رضاعت ختم ہوئی تو حضرت حلیمہ سعدیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو لے کر حضرت آمنہ کے پاس آئی اور درخواست کی کہ یہ بچہ ہمارے پاس ہی رہنے دیا جائے تاکہ یہ اور مضبوط ہو جائے۔ ان دنوں مکے میں ایک وبا بھی پھیلی ہوئی تھی تو حضرت حلیمہ نے حضرت آمنہ کو کہا کہ اس بچے کو میرے پاس رہنے دیں اس طرح وہ مکے میں پھیلی وبا سے بھی محفوظ رہے گا۔ پھر آپ اپنی ولادت کے پانچویں سال تک بنی سعد ہی میں رہے صحیح مسلم میں شق صدر کا واقعہ اس طرح ہے کہ

”حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب آپ ایک دن بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آپ کو پکڑا اور لٹا کر دل سے ایک لوتھڑا نکال کر فرمایا کہ یہ آپ سے شیطان کا حصہ ہے اور پھر ایک طشت میں زمزم کے پانی سے آپ کے قلب

مبارک کو دھویا اور اسے اسی جگہ جوڑ دیا۔ جو بچے آپ کے ساتھ کھیل رہے تھے وہ آپ کی دایہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قتل کر دیے گئے ہیں۔ آپ کے گھر کے لوگ جھٹ پٹ پہنچ گئے اور دیکھا تو آپ کا رنگ اتر اہوا تھا“

(صحیح مسلم باب الاسراء جلد اول صفحہ ۹۶، سیرت النبی للذہبی صفحہ ۲۱)

یہ واقعہ آپ کی ولادت کے تیسرے، چوتھے یا پانچویں سال پیش آیا۔

والدہ کی آغوش میں اور والدہ کا انتقال

شق صدر کے واقعے کے بعد حضرت حلیمہ ڈرگئی اور

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ماں حضرت آمنہ کے پاس چھوڑ آئیں اور آپ چھ سال کی عمر تک اپنی والدہ کے پاس رہے جب آپ چھ سال کے ہو گئے تو آپ کی والدہ نے آپ کے والد کی قبر کی زیارت کا ارادہ کیا اور حضرت عبدالمطلب کی اجازت سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اپنی خادمہ ام ایمن کے ساتھ یثرب (مدینہ) گئیں۔ واپسی میں آپ کی والدہ کی طبیعت خراب ہو گئی اور انتقال ہو گیا ایسا گمان ہے کہ آپ کی والدہ کو حضرت ام ایمن نے لوگوں کی مدد سے تدفین کی (یہ محض گمان ہے کسی کتاب میں نہیں لکھا یہ گمان اس لئے ہے کہ یہ تدفین اکیلی کسی عورت کا کام نہیں اس کے لئے مدد کی ضرورت تھی)

دادا کی کفالت میں

جب حضرت آمنہ کا انتقال ہو گیا تو آپ کے دادا آپ کو لے کر مکے پہنچ گئے آپ محمد صلی اللہ

علیہ وسلم کو اپنے بیٹوں سے بھی زیادہ چاہتے تھے اور آپ کی بڑوں کی طرح عزت کرتے تھے۔

حضرت ابوطالب کی کفالت میں

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آٹھ (۸) سال کے ہوئے تو دادا

کا انتقال ہو گیا اور آپ کی وصیت کے مطابق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت کا ذمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت ابوطالب کے ذمہ لگی۔ انہوں نے بھی آپ کو اپنی اولاد سے بڑھ کر چاہا۔ ہر بات میں آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ دیا جس کی وجہ سے آپ کو جہنم کا سب سے کم عذاب ہوگا۔ آپ پر موت کے وقت بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کلمہ پڑھ لینے کی دعوت دی مگر انہوں نے یہ کہہ کر اس کو قبول نہ کیا کہ لوگ کیا کہیں گے کہ باپ دادا کا دین چھوڑ کر مر گیا۔ الغرض غیر مسلموں میں آپ ہی اسلام کا سب سے زیادہ ساتھ دینے والے انسان تھے۔

قبل النبوت معجزات النبی ﷺ

نبوت سے قبل بھی آپ سے بہت سے معجزات اللہ تعالیٰ کی مرضی

سے رونما ہوئے۔ ان میں سے چند کو نقل کیا جا رہا ہے۔

(۱) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے بارش کا برسنا ابن عساکر نے جہمہ بنت عطفہ

سے روایت کی ہے کہ جب میں مکے آیا تو لوگ قحط سے دوچار تھے۔ قریش نے کہا بوطالب! وادی قحط سے دوچار ہے۔ چلے بارش کی دعا کیجئے ابوطالب ایک بچہ ہاتھ میں لئے برآمد ہوئے۔ بچہ ابرآلود سورج معلوم ہوتا تھا جسے بادل ابھی ابھی چھٹا ہو۔ اس کے ارد گرد اور بھی بچے تھے۔ ابوطالب نے بچے کا ہاتھ پکڑ کر کعبے کی دیوار پہ ٹیک دی بچے نے ان کی انگلی پکڑ رکھی تھی۔ اس وقت آسمان پر ایک بھی بادل کا ٹکڑا نہ تھا لیکن اچانک پورا آسمان بادلوں سے بھر گیا اور ایسی دھواں دھار بارش ہوئی کی وادی میں سیلاب آ گیا اور شہر و بیاہاں شاداب ہو گئے بعد میں ابوطالب نے اسی واقعے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں یہ اشعار کہے

ثمال الیتامی عصمة للارامل

وابیض یستسقی الغمام بوجهہ

(یعنی ان کے خوبصورت چہرے سے بارش کا فیضان طلب کیا جاتا ہے۔ آپ بیواؤں اور یتیموں کے والی اور محافظ ہیں)

(مختصر السیرۃ للشیخ عبداللہ بحوالہ الرحیق المختوم ۸۸)

راہب کی گواہی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابن ہشام صفحہ ۱۸۰ تا ۱۸۳ جلد اول میں آپ کی ایک اور کرامت کا ذکر ہے کہ ایک مرتبہ آپ بارہ سال کی عمر میں ابوطالب کے ساتھ تجارت کی غرض سے شام گیا اور جب بصرہ پہنچے تو وہاں ایک راہب رہتا تھا جو بکیرا کے لقب سے مشہور تھا جب قافلے نے وہاں پڑاؤ ڈالا تو یہ راہب قافلے میں آیا اور ان کی مہمان نوازی کی حالانکہ اس سے قبل وہ کبھی باہر نہ آتا تھا۔ اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے اوصاف کی بنا پر پہچان لیا اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ سید العالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اللہ نے ان کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا ہے اس پر ابوطالب نے دریافت کیا کہ یہ تجھے کیونکر معلوم ہے؟ تو اس نے جواب دیا ”تم لوگ جب گھاٹی کے اس جانب سے نمودار ہوئے تو کوئی درخت یا پتھر ایسا نہ تھا جو سجدے کے لئے نہ جھکا ہو اور یہ چیزیں نبی کے علاوہ کسی انسان کو سجدہ نہیں کرتیں۔ پھر میں ان کو مہر نبوت کی وجہ سے بھی پہچانتا ہوں جو کندھے کے نیچے نرم ہڈی کے پاس سب کی طرح ہے۔ اور ہم انہیں اپنی کتابوں میں بھی پاتے ہیں۔ اس کے بعد اس راہب نے ابوطالب سے کہا کہ اس بچے کو دو بارہ مکہ بھیج دیجئے شام نہ لے جائیں کیونکہ وہاں یہود سے ان کو خطرہ ہے (جو اس سے قبل بھی کتنے ہی انبیاء کا ناحق قتل کر چکے ہیں) چنانچہ آپ کے چچا نے آپ کو اپنے غلاموں کے ساتھ مکہ روانہ کر دیا ترمذی کی روایت میں آتا ہے کہ آپ کو حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ (واللہ اعلم) لیکن یہ بات درست معلوم نہیں ہوتی کیونکہ بلالؓ آپ سے عمر میں چھوٹے تھے اور غالباً بلالؓ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے (واللہ تعالیٰ اعلم)

ذریعہ معاش آپ کے ذریعہ معاش کے بارے میں جو باتیں مذکور ہیں ان میں سے دو یہ ہیں کہ آپ تجارت کرتے اور

بکریاں چرایا کرتے تھے آپ نے اہل مکہ اور بنو سعد کی بکریاں چرائیں۔ جب آپ کی عمر مبارک پچیس سال کی ہوئی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی طرف سے مال تجارت شام لے جانے کی پیش کش ہوئی تو آپ اس پر تیار ہو گئے اور ان کا مال تجارت لے کر شام روانہ ہوئے۔ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے غلام میسرۃ کو بھی بھیج دیا۔

(خلاصہ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم للابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۱۸۸)

حضرت خدیجہ سے رشتہ ازدواج

حضرت خدیجہ کے غلام نے حضرت خدیجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادات، اطوار اور اخلاق کا اس قدر تذکرہ کیا کہ حضرت خدیجہ آپ پر فریفتہ ہو گئیں۔ حضرت خدیجہ سے شادی کے لئے اس سے قبل بھی شادی کے کئی رشتے آئے تھے جن میں بڑے بڑے سرداروں کے بھی رشتے شامل تھے لیکن آپ ان کو ترک کر چکی تھیں لیکن اب آپ کے دل میں سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کی خواہش تھی لہذا انہوں نے اپنے دل کی بات سب سے پہلے اپنی سہیلی نفیسہ بنت منبہ سے کہی اور انہوں نے جا کر یہ پیغام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تو آپ راضی ہو گئے اور اپنے چچا سے بات چیت کرنے کے بعد آپ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو مہر میں بیس اونٹ دئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پہلی خاتون تھیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شادی کی اور ان کی وفات تک آپ نے کسی بھی عورت سے شادی نہ کی۔ آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو بے حد چاہتے تھے کہ اکثر ان کی وفات کے بعد بھی حضرت اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی ان کے تذکرے کرتے۔ شادی کے وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال اور حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس سال تھی۔ اس کے علاوہ آپ خواتین میں سب سے پہلے آپ نے سلام قبول کیا۔

حضرت ابراہیمؑ کے علاوہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے لطن سے جنم لیا لڑکوں میں قاسم اور عبد اللہ اور لڑکیوں میں زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ عنہا شامل تھیں۔ سب سے پہلے حضرت قاسمؑ پیدا ہوئے اور ان ہی کی سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی کنیت ابو القاسم مشہور ہوئی اس کے بعد زینب، رقیہ، ام کلثوم اور فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پیدا ہوئیں اور آخر میں حضرت عبد اللہؑ کا جنم ہوا۔ آپ کے سارے لڑکے کم عمری میں ہی رضائے الہی سے انتقال کر گئے جبکہ لڑکیوں نے کم از کم بلاغت تک کی عمر پائیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ کی تمام لڑکیوں کا انتقال آپ کی زندگی میں ہی ہو گیا اور حضرت فاطمہ آپ کے دنیا سے رحلت فرمانے کے چھ ماہ بعد اللہ کی رضا سے دنیا کو خیر باد کہہ گئیں۔

(خلاصہ الریحق المختوم، ابن ہشام، فتح الباری اور مواعد مولانا طارق جمیل وغیرہ)

جاری ہے۔۔۔۔۔

عظیم خوشخبری

تمام حضرات کو یہ خوشخبری دی جاتی ہے کہ اہلحق میڈیا سروس اور اہلسنت والجماعت نیٹ ورک کی طرف سے سنی میڈیا ڈاٹ کام کے نام سے ویڈیو سروس کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ اب کوئی بھی ساتھی وہاں ویڈیو شیئر کر سکتا ہے۔ اس کے ذریعے جہاں ایک طرف ویڈیوز کے ایک وسیع ذخیرے تک آسانی سے رسائی حاصل کی جاسکے گی وہیں ان تمام ویڈیوز سے بچا جاسکے گا جو اہلحق کے خلاف ہیں تاکہ ایسے حضرات جو مسلکی اختلاف کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں رکھتے وہ باطل کی چالوں سے محفوظ رہیں۔ مزید یہ کہ بہت سی سائنس ویڈیو سرچ کرنے پر ساتھ میں غیر متعلقہ اور فحش ویڈیوز بھی سرچ رزلٹ میں دیتے ہیں اس سے بھی انشاء اللہ بچا جاسکے گا۔ بہت سے لوگ ویڈیو شیئرنگ سائنس اس وجہ سے وزٹ نہیں کرتے کیونکہ ان پر ایسے ایڈز ہوتے ہیں جن میں عورتوں کی تصاویر پائی جاتی ہیں۔ اس طرح کا کوئی بھی ایڈ آپ کو انشاء اللہ سنی میڈیا پر نظر نہیں آئے گا سنی میڈیا ویڈیو سروس کا وزٹ کرنے کے لیے اوپن کیجئے۔

www.sunni-media.com

دعاء کی اپیل

ہمارے ایک دوست اور معاون محمد شفیق بھائی کی والدہ کی طبعیت کافی عرصہ سے خراب ہے تمام احباب سے دعاؤں کی خصوصی درخواست ہے

گستاخانہ خاکوں کی اشاعت آخر کیوں

شیخ شبیر احمد

Email: onlyislam_313@yahoo.com

ستمبر 2005ء کی بات ہے کہ براعظم یورپ کے ملک ڈنمارک کے ایک اخبار ”جیلنڈ پوسٹن“ نے آپ ﷺ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے حوالے سے خاکے بنانے کا مقابلہ کرایا۔ ڈنمارک کے کئی لوگوں نے خاکے بنائے، جن میں سے 12 خاکوں کو اخبار نے 30 ستمبر 2005 کو شائع کر دیا۔ چنانچہ پوری دنیا میں اس پر سخت احتجاج ہوا۔ بعد ازاں جنوری 2006 میں 22 ممالک کے 75 اخبارات نے پوری منصوبہ بندی کے ساتھ ان خاکوں کو دوبارہ شائع کیا اور 200 سے زائد اخبارات، رسائل، ریڈیو اور ٹیلی ویژن چینلز نے اس کو بار بار چھاپا اور نشر کیا۔ اسی دوران بدنام زمانہ عقوبت خانہ ابو غریب میں (نعوذ باللہ) قرآن پاک کو بیت الخلاء کی نالیوں میں بہایا گیا۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ چلتا رہا یہاں تک کہ گزشتہ دنوں شمالی امریکا سے تعلق رکھنے والی کارٹونسٹ مولی نورس نامی ملعون عورت کی طرف سے دنیا کے سب سے بڑے سوشل نیٹ ورک ”فیس بک“ پر 21 مئی کو (ایور باڈی ڈرامہ ڈے) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خاکے بنانے کا دن منانے کی دعوت دی۔ چنانچہ بہت سارے بد بختوں نے آپ ﷺ کے گستاخانہ خاکے بنانے شروع کر دیئے۔ چند باضمیر مسلم وکلاء نے اس گستاخانہ حرکت کے خلاف ہائیکورٹ میں رٹ دائر کر دی اور لاہور ہائیکورٹ نے انصاف کے اصولوں کے عین مطابق جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حکومت کو فیس بک اور دیگر تمام ایسی ویب سائٹس پر پابندی کا حکم جاری کر دیا جو اس قسم کی ناپاک حرکات میں ملوث تھیں۔ اعلیٰ عدلیہ اور حکومت کے اس اقدام پر مسلمانوں نے اظہار مسرت کیا۔ وجہ صاف ظاہر ہے کہ پوری دنیا میں صرف حکومت پاکستان نے اس واقعہ پر رد عمل ظاہر کیا۔

ان تمام واقعات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کفار یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کو شعائر اسلام اور اس عظیم ہستی کے حوالے سے مشتعل کیا جائے جس سے محبت و عقیدت کو اپنی جان اپنے مال اور اپنی اولاد سے کہیں زیادہ گراں قیمت اٹانے سمجھتے ہیں۔ وہ مسلمانوں کو اس کا عادی بنا کر ان کے رد عمل کی قوت کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن کائنات کے ان بد بختوں کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ وہ آسمان کی طرف منہ کر کے تھوک کر خود اپنا چہرہ غلیظ کرتے ہیں۔ ان کی اس حرکت سے اسم محمد ﷺ کی آب و تاب میں کوئی کمی نہیں آتی۔ بلکہ دہر میں اس کا اجالا بکھرتا چلا جاتا ہے۔ عشق کی لوتیز ہو جاتی ہے۔ عقیدت کی سرمستیاں بڑھ جاتی ہیں۔ یہ بد بخت اگر سمجھتے ہیں کہ ان حربوں سے آپ ﷺ کی عزت میں کوئی کمی آئی گی تو یہ ان کی بھول ہے۔ شیطان کے ان ایجنٹوں کو یہ بات جان لینی چاہیے کہ وہ اپنے مکروہ عزائم میں ناکام رہیں گے کیونکہ آپ ﷺ کی ذات اقدس کا دفاع کرنے والے خود رب کائنات ہیں۔ قرآن پاک میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے آپ کی عزت کی حفاظت کا خود ذمہ لیا۔ اِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الحجر 95) بے شک آپ کا مذاق اڑانے والوں کے خلاف آپ کی حمایت کے لیے ہم کافی ہیں۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ (مائدہ 67) اور اللہ آپ کو لوگوں کے شر سے بچا کر رکھنے والا ہے۔ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ (سورہ

کوثر) یقیناً آپ کا دشمن ہی بے نام و نشان اور جڑ کٹا رہے گا۔ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (سورہ انشراح) اے محبوب ہم نے تیرے لیے تیرا ذکر بلند کیا۔

اللہ تعالیٰ آنحضرت ﷺ کو بے نظیر و بے مثال مقام عطا کیا۔ اللہ نے آپ کے چہرے اور زلفوں کی قسمیں کھائیں۔ آپ کے زمانے کو بہترین زمانہ، آپ کی ازواج مومنین کی مائیں، آپ کے صحابہ نجوم ہدایت اور آپ کی اولاد جنتیوں کی سردار قرار پائے۔ جن لوگوں آپ کے صحابہ پر انگلی اٹھائی اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں ارشاد فرمایا: اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَاۗءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ (سورہ بقرہ) آگاہ رہو یہی لوگ بیوقوف ہیں لیکن یہ نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو حضرت ابوبکر، عمر، عثمان اور علی جیسے جانشینوں سے نوازا۔

اس ساری صورتحال کو مد نظر رکھتے ہوئے کچھ باتیں ہمارے لیے لمحہ فکریہ ہیں کہ کائنات کے ان بد بختوں نے سرور کونین، سید الانبیا ﷺ، تاجدار دو عالم، فخر انسانیت کے خلاف یہ رویہ کیوں اختیار کیا۔ اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ اس وقت مغرب نے مسلمانوں کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگایا چکا ہے کہ وہ انہیں کسی نہ کسی طرح بدنام کرے اور اپنے ملکوں میں دن بدن پھلتے ہوئے اسلام کی دعوت کو روکا جاسکے اور سرمایہ دارانہ نظام کے ڈسے ہوئے لوگوں کو اسلام کی طرف متوجہ نہ ہونے دیں۔ لیکن ان کی تمام تر چالاکیوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ اسلام سے وابستگی بڑھ رہی ہے۔ آپ ﷺ کے پروانوں میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ حال ہی میں ہونے والے ایک سروے میں بتایا گیا ہے کہ اس وقت دنیا میں ہر چوتھا شخص مسلم ہے، یورپ میں مسلمانوں کی آبادی 4 کروڑ سے تجاوز کر چکی ہے۔ مغربی ممالک میں تیزی کے ساتھ پھیلنے والا مذہب اسلام ہے جبکہ یورپ کے بعض ممالک میں دس سال کے دوسرا بڑا مذہب اسلام بن سکتا ہے۔ اور اگر یہی صورتحال جاری رہی تو اگلی پانچ دہائیوں کے بعد یورپی ممالک میں مسلمان اکثریت میں ہوں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ کائنات کے بد بخت یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان اپنے نبی ﷺ سے والہانہ عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور ان کی شان میں گستاخی کے باعث وہ کوئی انتہائی قدم اٹھانے سے گریز نہیں کریں گے چنانچہ رد عمل کے طور پر ہونے والے کسی بھی واقعہ کی آڑ میں دہشت گردی کے خلاف شروع کی جانے والے نام نہاد جنگ کو جاری رکھنے کے لیے مزید کوئی ڈھونگ رچایا جائے۔

تیسری بات یہ ہے کہ اس وقت تک مسلمانوں نے ماسوائے احتجاج کے کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا جس کے ان کے دانٹ کھٹے ہو جاتے۔ اگر مسلم ممالک کے حکمران غیرت ایمانی سے عاری نہ ہوتے تو وہ اپنے عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے ان ممالک کے خلاف فیصلہ کن آواز بلند کرتے اور اقوام متحدہ کے پلیٹ فارم سے مقدس شخصیات کی ناموس کا کوئی قانون منظور کراتے۔ بصورت دیگر وہ ان تمام ممالک کا بھرپور طریقہ معاشی مقاطعہ کرتے اور اپنے سفیروں کو وہاں سے بلا لیتے۔

چنانچہ اس موقع پر ضرورت اس مرکی ہے مسلمان اپنے تمام ذرائع بروئے کار لاتے ہوئے غیر مسلم اقوام کو دین اسلام کی حقیقی تعلیمات اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ سے روشناس کرائیں۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ صرف نعروں سے عشق رسول ﷺ کا دعویٰ نہ کریں بلکہ اپنے کردار و عمل سے آپ ﷺ کا سچا امتی ہونے کا ثبوت دیں۔ اور دشمنان اسلام تک آپ ﷺ کی مقدس تعلیمات پہنچانے کی کوشش کریں اور دنیا کے تمام خطوں میں فخر انسانیت ﷺ پیغام عام کرنے کرنے کے لیے اپنی صلاحیتیں صرف کریں۔ امت کے تمام طبقوں کا یہ فرض بنتا

ہے کہ وہ حضور اکرم ﷺ، صحابہ و اہلبیت کرام کے دشمنوں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے ٹمٹیں اور شیطان کے ایجنٹوں کو ان کے عزائم میں ناکام بنائیں۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کیا خوب کہا تھا۔

نماز اچھی، حج اچھا، روزہ اچھا، زکوٰۃ اچھی
مگر میں باوجود اس کے مسلمان ہو نہیں سکتا
نہ جب تک کٹ مروں خواجہ بیثرب کی حرمت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا

امریکہ اور دیگر ممالک کا یہ دہرا معیار ہے کہ مسلمانوں کے معاملے میں وہ آزادی اظہار رائے کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں جبکہ اپنے بغل بچے اسرائیل کے معاملے میں یہی آزادی اظہار رائے انہیں ایک آنکھ نہیں بھاتی۔ کچھ عرصہ قبل جب فیس بک پر ہولوکاسٹ کے حوالے ایک صفحہ تخلیق کیا گیا تو بیس منٹ میں اسے ختم کر دیا۔ ہولوکاسٹ کے حوالے سے اگر کوئی بات کرتا ہے تو فوری طور پر ان ممالک کا قانون حرکت میں آ جاتا ہے جبکہ مسلمانوں کی مقدس شخصیات کے حوالے سے ان کے کانوں پر جوں تک نہیں ریگتی۔ حکومت پاکستان کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس موقع پر قائدانہ کردار ادا کرتے ہوئے نہ صرف اس پر احتجاج کرے بلکہ مسلم ممالک کو عالمی سطح پر تحفظ ناموس انبیاء کا قانون منظور کرانے پر آمادہ کرے۔ بصورت دیگر ان ممالک کے بائیکاٹ کی حکمت عملی اختیار کی جائے۔ اگر منظم سطح پر اس قسم کے گستاخانہ اقدامات کے خلاف کوئی لائحہ عمل اختیار نہ کیا گیا تو کفار کی طرف سے یہ سلسلہ بڑھتا رہے گا اور مسلمان ذہنی اذیت میں مبتلا ہوتے رہیں گے۔ جس کا نتیجہ کسی بھی سخت رد عمل کی صورت میں نکل سکتا ہے۔ اس رد عمل کو وقتی اور جذباتی نہیں ہونا چاہیے بلکہ ملت کے اہل دانش اور حکمرانوں کو اس معاملے کے سارے پہلوؤں پر سوچ و بچار کرنی چاہیے۔ بے حسی بے حمیتی کو جنم لیتی ہے جس سے شہ پاک دشمنان اسلام اس قسم کی مذموم حرکات پر اتر آتے ہیں۔

بدعت مردودہ کیا چیز ہے

ہر وہ چیز جو قرآن، نبی ﷺ کی سنت، اور فقہاء کرام رحمہم اللہ اجمعین

کے اجماع کے خلاف ہو وہ بدعت مردودہ ہے

(مکاشفۃ القلوب ص ۳۶۳، امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا علمائے اہلسنت دیوبند انگریز کے خیر خواہ تھے۔؟؟

ساجد خان نقشبندی

﴿یہ مضمون ایک بریلوی کے چند اعتراضات کے جواب میں لکھا گیا تھا مضمون کی افادیت کی بناء پر اس میں مزید اعتراضات اور ان کے جوابات شامل کر کے ترمیمی اضافوں کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔﴾

اعتراض نمبر ۱: مکالمۃ الصدرین ص ۷ میں ہے کہ جمعیت علماء اسلام حکومت کی مالی امداد اور اس کی ایماء پر قائم ہوئی۔

جواب: بریلوی حضرات کا یہ دعویٰ سرے سے باطل ہے۔

﴿اولاً﴾: اس لئے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند کتاب نہیں اگر اس کتاب میں درج شدہ باتیں واقعہ کوئی مکالمہ تھا تو اس پر فریقین کے سربراہوں کے دستخط ہونے چاہئے تھے۔ جب کہ اس پر نہ تو حضرت مولانا مدنی کے دستخط ہیں اور نہ حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی کے۔ اصل حقیقت اس کی فقط اتنی ہے کہ نظریہ قومیت کے اختلاف کے دنوں میں جمعیت علماء ہند کے ارکان کا ایک وفد حضرت شیخ الاسلام شبیر احمد عثمانی صاحب کی تیمارداری کیلئے ان کے مکان پر حاضر ہوا۔ اس ملاقات میں چند ایک اختلافی مسائل بھی زیر بحث آئے۔ ارکان جمعیت اور حضرت علامہ کے سوا اس مجلس میں کوئی اور شخص موجود نہ تھا۔ جمعیت علمائے ہند کے مخالفین کو جب اس ملاقات کا علم ہوا تو ان بزرگوں کا آپس میں مل بیٹھنا سخت ناگوار گزرا۔ چنانچہ ان مخالفین نے بتوسط مولوی محمد طاہر صاحب حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی صاحب کی شخصیت کو استعمال کر کے ایسی صورت حال پیدا کر دی کہ ان بزرگوں کو دوبارہ آپس میں مل بیٹھنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ مولوی محمد طاہر صاحب نے کچھ باتیں تو حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی سے حاصل کیں اور بہت سی باتیں اپنی طرف سے ملا کر مکالمۃ الصدرین کے نام سے رسالہ طبع کر دیا۔ اس رسالہ کے غیر مستند ہونے کیلئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے مرتب یعنی مولوی محمد طاہر بزرگوں کی اس ملاقات میں سرے سے شریک ہی نہیں تھے چنانچہ حضرت مدنی فرماتے ہیں کہ:

مگر خود غرض چالاک لوگوں نے نہ معلوم مولانا (عثمانی) کو کیا سمجھایا اور کس قسم کا پروپیگنڈا کیا کہ کچھ عرصہ بعد یہ رسالہ مکالمۃ الصدرین شائع کر دیا گیا۔ جس میں نہ فریقین کے دستخط ہیں نہ فریق ثانی (اراکین جمعیت) کو کوئی خبر دی گئی نہ ان میں سے کسی سے تصدیق کرائی گئی۔ خود مولانا موصوف کے دستخط بھی نہیں بلکہ مولوی محمد طاہر صاحب کے دستخط ہیں جو اثنائے گفتگو میں موجود تک نہ تھے ﴿کشف حقیقت ص ۸﴾

ارکان جمعیت کو جب اس رسالہ کی اشاعت کا علم ہوا تو عوام کے بے حد اصرار پر حضرت مولانا مدنی نے ۱۳۶۵ھ بمطابق ۱۹۴۶ء میں کشف حقیقت کے نام سے اس کا جواب لکھا جو دلی پریس پر ننگ سے طبع ہوا (یہ کتاب آپ کو ہماری سائٹ الہحق پر بریلویوں کے رد میں کتابوں کے سیکشن میں مل جائے گی) جن میں انھوں نے اس بات کی صراحت فرمائی کہ رسالہ مذکورہ اس کے مرتب کے ذہن کی اختراع ہے جسے غلط طور پر علامہ عثمانی کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے چنانچہ حضرت علامہ مدنی فرماتے ہیں کہ:

مکالمہ مذکورہ مولوی محمد طاہر صاحب ہی کا اثر خامہ اور ان ہی کے فہم و خیالات کا نتیجہ ہے۔ اور ہماری باہمی گفتگو کو صرف ان خیالات و افکار کا حیلہ

بنایا گیا ہے اور اسی لئے یہ حقیقت سے دور اور کذب و افتراء کا مجموعہ ہے۔ ﴿کشف حقیقت ص ۹﴾

نیز فرماتے ہیں کہ

اگر واقع میں یہ تمام تحریر مولانا شبیر احمد عثمانی کی مصدقہ تھی تو مولانا نے اس پر دستخط کیوں نہ فرمائے؟ اور اگر اس میں صداقت اور واقعیت تھی تو قبل اشاعت جمعیت کو دکھایا کیوں نہیں گیا۔ ﴿کشف حقیقت ص ۱۰﴾

یعنی حضرت علامہ عثمانی کا اس پر دستخط نہ کرنا ہی اس چیز کی دلیل ہے کہ یہ رسالہ ان کا مصدقہ نہیں بلکہ مخالفین نے ان بزرگوں کے درمیان مزید بعد پیدا کرنے کیلئے اس کی نسبت حضرت علامہ عثمانی کی طرف کر دی۔ چنانچہ حضرت مولانا مدنی اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

چونکہ اس (مکالمۃ الصدرین) کی نسبت علامہ مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی کی طرف کی گئی ہے اس لئے اس سے لوگوں کو بہت سے شبہات اور خلجاناں پیدا ہوئے اور وہ ہماری طرف رجوع ہوئے۔ دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بلاشبہ اس میں اکذیب اور غلط بیانیوں ہیں کہ جن کو دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہ رہی اور بغیر افسوس اور انا للہ وانا الیہ رجعون پڑھنے کے اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا ﴿ایضاً ص ۴﴾

ان حقائق سے صاف ظاہر ہے کہ مکالمۃ الصدرین کوئی مستند اور مصدقہ کتاب نہیں یہ ایک غیر مستند کتاب ہے تو اس پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی سرے سے غلط ہے میری تمام بریلوی حضرات سے گزارش ہے کہ خود کشف حقیقت کا مطالعہ کریں جو ہماری سائٹ سے فری میں ڈاؤن لوڈ کر سکتے ہیں انشاء اللہ آپ پر تاریخ کے کئی مخفی راز عیاں ہونگے۔

ثانیاً: یہ بات مولانا حفظ الرحمن صاحب سے نقل کی گئی مکالمۃ الصدرین میں اور مولانا نے خود ان تمام باتوں کی تردید کی ہے کشف حقیقت میں اس تردید کی تفصیل موجود ہے جس میں سے کچھ عبارتیں ہم آئینہ پیش کریں گے۔ پس جب کتاب غیر مستند اس کی راوی کی تردید موجود تو ایسے حوالے سے استدلال کرنا سوائے دل ماؤف کو تسکین دینا نہیں تو اور کیا ہے۔

ثالثاً: خود مکالمۃ الصدرین کے آگے والے صفحہ میں یہ عبارت موجود ہے کہ انگریز کی طرف سے یہ نوٹ لکھا گیا کہ ایسے لوگوں یا انجمنوں پر حکومت کا روپیہ صرف کرنا بالکل بے کار ہے اس پر آئینہ کیلئے امداد بند ہوگئی۔ ﴿مکالمۃ الصدرین، ص ۸﴾

پس اگر جمعیت علمائے اسلام انگریز حکومت کی حمایت یافتہ تھی اور اس کی پشت پناہی حاصل تھی تو انگریز نے یہ حمایت اور یہ امداد بند کیوں کر دی۔؟؟؟ اور کیوں یہ کہا کہ ایسے انجمنوں پر پیسہ لگانا فضول ہے۔

اس سے آپ حضرات ”سابقہ دیوبندی کلین شیو“ خلیل رانا صاحب کے دجل و فریب کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔

باقی رہا جمعیت علمائے ہند کا انگریز کے خلاف جدوجہد تو الحمد للہ اس پر اب تک پوری پوری کتابیں لکھی جا چکی ہیں اس جماعت کو ایسے اکابرین بھی ملے جنہوں نے اپنی آدھی سے زیادہ زندگیاں جیلوں میں گزار دیں میں یہاں صرف ایک حوالہ پیش کرتا ہوں:

جمعیت علمائے ہند کے ۱۹۲۰ کے اجلاس میں جو حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی صدارت میں ہوا انگریز کے خلاف یہ فتویٰ صادر کیا گیا: مسلمانوں کیلئے ایسی ملازمت جس میں دشمنان اسلام (انگریز) کی اعانت و امداد ہو اور اپنے بھائیوں کو قتل کرنا پڑے قطعاً حرام ہیں۔

اس فتوے پر چار سو چوتھے علماء نے دستخط کئے اور اسی فتوے کے بعد تحریک ترک موالات شروع ہوئی ۱۹۲۱ میں جمعیت کا یہ فتویٰ ضبط کر لیا گیا مگر جمعیت نے قانون شکنی کر کے بار بار اس کو شائع کیا۔ اور اسی تحریک میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ ”اسیر مالٹا“ ہوئے۔ غور فرمائیں انگریز کی روٹیوں پر پلنے والے اس طرح ہوتے ہیں؟؟۔ اگر یہ لوگ بھی انگریز کی جوتیاں چاٹنے والے ہوتے تو جیلیں آباد کرنے کے بجائے احمد رضا خان کی طرح ساری زندگی ”بریلی“ کے ایک حجرے میں بیٹھ کر ہر اس تحریک پر کفر کا فتویٰ لگاتے جو انگریز کی مخالفت پر کمر بستہ ہو۔

اعتراض نمبر ۲: تبلیغی جماعت کو بھی ابتداء میں حاجی رشید احمد کے ذریعہ حکومت سے کچھ روپیہ ملتا۔ مکالمۃ الصدرین، ص ۸۔

جواب: اس سے بھی فریق مخاف کو کوئی فائدہ نہیں

اولا: اس لئے کہ مکالمۃ الصدرین کی حقیقت پہلے بیان ہو چکی ہے وہ غیر معتبر کتاب ہے لہذا اس پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی درست نہیں۔

ثانیا: یہ روایت بھی مولانا حفظ الرحمن کے حوالے سے ہے اور مولانا نے خود اس کی پرزور تردید کی ہے:

چنانچہ کشف حقیقت ص ۴۲ میں یہ عنوان ہے مولانا حفظ الرحمن صاحب کا بیان اور پھر ص ۴۴ میں مکالمۃ الصدرین کے حوالے سے لکھا کہ مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا مکالمۃ الصدرین اس کا جواب حضرت حفظ الرحمن سیوہارویؒ ناظم جمعیت علماء ہند یہ دیتے ہیں:

و کفی باللہ شہیدا اس کا ایک ایک حرف افتراء اور بہتان ہے میں نے ہرگز ہرگز یہ کلمات نہیں کہے اور نہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کے متعلق یہ بات کہی گئی ہے سچا کہ ہذا بہتان عظیم۔ بلکہ مرتب صاحب (مولوی محمد طاہر مسلم لگی) نے اپنی روانی طبع سے اس کو گھڑ کر اس لئے میری جانب منسوب کرنا ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعہ سے حضرت مولانا الیاس صاحب کی تحریک سے والہانہ شغف رکھنے والے ان مخلصوں کو بھی جمعیت علماء ہند سے برہم اور متنفر کرنے کی ناکام سعی کریں جو جمعیت علماء ہند کے اکابر و رفقاء کار کے ساتھ بھی مخلصانہ عقیدت اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ قارئین کرام کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس تحریر کو صحیح قرار دیں جس کی بنیاد شرعی اور اخلاقی احساسات کو نظر انداز کر کے محض جھوٹے پروپیگنڈے پر قائم کی گئی ہے یا اس سلسلہ میں میری گزارش اور تردید پر یقین فرمائیں البتہ میں مرتب صاحب کی اس بے جا جسارت کے متعلق اس سے اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں والی اللہ المشتکی واللہ بصیر بالعباد۔ انتہی بلفظ کشف حقیقت ص ۴۴، ۴۵۔

ایسی واضح اور صریح تردید کی موجودگی میں تبلیغی جماعت کو سرکار برطانیہ کا ہمدرد اور نمک خوار ثابت کرنا کہاں کا انصاف و دیانت ہے؟ سچ کہا

نور خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ثالث: اس لئے کہ فریق مخالف نے عبارت نقل کرنے میں بھی دجل سے کام لیا ہے اور پوری عبارت نقل نہیں کی جو اس طرح ہے کہ:

اس ضمن میں مولانا حفظ الرحمن صاحب نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی ابتداء حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا۔ پھر بند ہو گیا۔ ص ۸۔

خلیل رانا صاحب نے اپنے اعلیٰ حضرت اور دیگر اکابر کا روایتی طریقہ واردات اختیار کرتے ہوئے آخری خط کشیدہ جملہ حذف کر دیا ہے یہ جملہ باقی رہتا اور حذف نہ کیا جاتا تو ہر قاری یہ سوچنے پر مجبور ہوتا کہ:

(۱) اگر تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کیلئے استعمال ہو رہی تھی تو یہ روپیہ بند کیوں کر دیا گیا؟ اس روپیہ کا بند ہو جانا ہی اس بات کی دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت گورنمنٹ کے مقاصد کیلئے استعمال نہ ہو سکی اور انگریز کو اس کی توقع بھی نہ تھی ورنہ رقم کبھی بند نہ ہوتی رقم کا بند ہو جانا اور بند کر دینا ہی اس کی روشن دلیل ہے کہ تبلیغی جماعت انگریز کیلئے آلہ کار نہیں بنی اور بفضلہ تعالیٰ پہلے سے اب جماعت تمام دنیا میں زیادہ عروج پر ہے اور ان ملکوں اور علاقوں میں بھی کام کر رہی ہے جو انگریزوں کے سخت مخالف ہے۔

(۲) انگریز کچھ لوگوں اور بعض انجمنوں کو اپنے جال میں پھنسانے کیلئے ابتداء کچھ رقمیں دیا کرتا تھا پھر بند کر دیں۔۔۔ چنانچہ مذکورہ بالا عبارت سے متصل ہی یہ عبارت بھی مذکور ہے کہ (ایک سرکاری ہندو افسر نے) گورنمنٹ کو نوٹ لکھا جس میں دکھلایا گیا کہ ایسے لوگوں یا انجمنوں پر حکومت کا روپیہ صرف کرنا بالکل بے کار ہے اس پر آئندہ کیلئے امداد بند ہو گئی۔

اس سرکاری افسر کے بیان سے بالکل عیاں ہو گیا کہ جن لوگوں اور انجمنوں کو جال میں پھنسانے کیلئے انگریز کچھ رقمیں دیا کرتا تھا وہ بند کر دی گئی تھیں کیونکہ ان میں رقمیں صرف کرنا بالکل بے کار تھا اس لئے کہ ان سے انگریز کے حامی ہونے کی قطعاً کوئی توقع نہ تھی۔ جو بزبان حال یوں گویا ہے

ہزار دام سے نکلا ہوں کہ ایک جنبش سے جسے غرور ہوا آئے کرے شکار مجھے

الفضل ما شهدت به الاعداء

تبلیغی جماعت کے متعلق بریلویوں کے روحانی پیشوا نظام الدین مرلوی صاحب فرماتے ہیں کہ:

تبلیغی جماعت کی کوششیں بے حد مخلصانہ ہیں لیکن اس کے نتائج خاطر خواہ برآمد نہیں ہو رہے ہیں۔ (ہوا معظم، ص ۷۲)

اس کے نتائج خاطر خواہ کیسے ظاہر ہوں (بقول نظام الدین مرلوی صاحب کے) جبکہ بریلوی حضرات کی طرف سے اس کی مخالفت کی سر توڑ کوششیں کی جا رہی ہیں ان کے بستر کو مسجدوں سے باہر پھینک دیا جاتا ہے خود تو کبھی گھروں سے نکلنے کی توفیق نہ ہوا اور تبلیغی جماعت جنہوں نے لاکھوں انگریزوں کو مسلمان کیا پر انگریز کے ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا جائے ان کو وہابی کہہ کر بدنام کیا جائے۔

اعتراض نمبر ۳: حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کو ۶۰۰ روپے انگریز سے ملتے تھے ملاحظہ مکالمۃ الصدرین اس امر کی تردید خود حضرت تھانوی صاحب بھی نہ کر سکے ملاحظہ ہوا الاضافات الیومیہ ص ۶۹ ج ۶۔

جواب: یہ حوالہ بھی فریق مخالف کیلئے سودمند نہیں اس لئے کہ

﴿اولاً﴾ مکالمۃ الصدرین کی حقیقت واضح کی جا چکی ہے ایسی غیر مستند کتاب پر کسی دعوے کی بنیاد رکھنا ہی جہالت ہے۔
﴿ثانیاً﴾ اگر بالفرض اس مکالمہ کو مصدقہ تسلیم کر بھی لیا جائے تو بھی بریلوی حضرات کا یہ دعویٰ کہ مکالمہ الصدرین میں تسلیم کیا گیا ہے کہ مولانا تھانویؒ انگریز سے چھ سو روپے ماہوار لیا کرتے تھے سراسر دجل اور صریح افتراء ہے کیونکہ مکالمہ میں حضرت علامہ عثمانیؒ کی اصل عبارت اس طرح منقول ہے فرماتے ہیں کہ:

عام دستور ہے کہ جب کوئی شخص کسی سیاسی جماعت یا تحریک کا مخالف ہو تو اس قسم کی باتیں اس کے حق میں مشتہر کی جاتی ہیں۔ دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ پیشوا تھے۔ ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دئے جاتے تھے۔ ﴿مکالمۃ الصدرین ص ۹﴾

اس عبارت میں حضرت عثمانی صاف لفظوں میں اس الزام کو مخالفین کا سیاسی پروپیگنڈا قرار دے رہے ہیں لیکن بریلوی حضرات کا دجل ملاحظہ فرمائیں کہ وہ پوری عبارت نقل کرنے کے بجائے صفحہ کو ایک مخصوص جگہ سے کاٹ کر پیش کرتے ہیں۔ فالی اللہ المضحکی۔

﴿ثالثاً﴾ اگر مکالمہ کے حوالے بالفرض سے اس الزام کو درست بھی مان لیا جائے تو بھی اس کی کوئی اخلاقی حیثیت نہیں ہے۔ کیونکہ خود حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس الزام کی تردید موجود ہے۔ چنانچہ جب حکیم الامت کو جب اس الزام کا علم ہوا تو برا حکیمانہ جواب دیا فرمایا:

اگر چھ سو روپے گورنمنٹ سے پاتا ہوں تو طمع ہے خوف نہیں اور اگر طمع کا یہ عالم ہے تو تم نو سو روپے دے کر اپنے موافق کرلو۔ اگر قبول کرلوں تو صحیح و گرنہ غلط۔ ﴿الاضافات الیومیہ ص ۶۹۸ ج ۴، بحوالہ مولانا اشرف علی تھانوی اور تحریک آزادی ص ۵۴﴾۔

جبکہ اس کے مقابلے میں فریق مخالف کے اعلیٰ حضرت کی حکومت انگریز کیلئے وفاداری کا اقرار خود انگریزوں نے کیا ہے ملاحظہ ہو:

The mashrik of gorakhpur and albashir usually took note the pro-government fatwas of Ahmed raza Khan. (Separatism among india Muslims, page 268).

انگریز مورخ سر فرانسس رابنسن کی کتاب علماء فرنگی محل اینڈ اسلامی کلچر میں مندرجہ ذیل الفاظ میں احمد رضا خان کی خدمات کا اعتراف کیا گیا ہے:

The actions of One learned man ,the very influclntional Ahmed Rada Khan (1855,1921) of

barielly, present our conclusion yet more Clearly....at the same time he Support the colonial Government loudly and vigorously through world war I, and through the khilafat Movement when he opposed mahatma Gnadhi alliance with the nationalist movement and and non-Cooperation with the british (ulam farange Mehal and Islamic culture page) Khan ahmed rada of bareilly 37,37 & 47,58,67 and Support for the British 196 (Index ,ulma farangi mehal and Islamic Culture page 263)

جبکہ اس کے برخلاف خود انگریز مورخین نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ ہمارے راستے میں سب سے سخت رکاوٹ دارالعلوم دیوبند تھا ملاحظہ ہو:

The most Vital School of Ulma in india is the second Half of the initeenth Century was that centered upon Deoband, the Darul Uloom. (The Muslims or british India, by P. Hardy page 170).

اعلیٰ حضرت اعلیٰ سیرت کے صفحہ ۳۳ اور اسی طرح حیات اعلیٰ حضرت میں یہ بات موجود ہے کہ مولوی احمد رضا خان کے دادا نے گورنمنٹ کی پولیٹیکل خدمات انجام دی جس کے عوض ان کو آٹھ گاؤں جاگیر میں ملے اور ان کے ساتھ آٹھ سو فوجیوں کی بٹالین ہوا کرتی تھی۔

شاہ عبدالعزیزؒ کے فتوے کے خلاف کے ہندوستان دارالحرب ہے اعلیٰ حضرت نے ہندوستان کے دارالسلام ہونے کا فتویٰ دیا اس لئے کہ دارالسلام میں جہاد جائز نہیں۔ اس کے علاوہ اس مکتبہ فکر نے آزادی کے ہر متوالے پر کفر کے فتوے لگا کر عوام کو ان سے بدظن کرنے کی کوشش کی۔ ۱۹۱۴ء میں الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاشرہ کے نام سے فتویٰ شائع ہوا جس میں خان صاحب کے علاوہ کئی بریلوی علمائے کے تصدیقات موجود تھے جس میں قائد اعظم کو کافر کہا گیا اور مسلم لیگ سے ہر قسم کے تعاون کو حرام قرار دیا گیا۔ ان کے مولوی حشمت علی نے مسلم لیگ کی زریں بخیہ دری کے نام سے کتاب لکھی جس میں قائد اعظم کو کافر قرار دیا گیا۔ مولوی مصطفیٰ رضا خان نے اس زمانے میں مسلمانوں کے دلوں سے کعبہ و مدینہ کی محبت نکالنے کیلئے حج کے ساقط ہونے کا فتویٰ دیا اور آج بھی بریلوی برملا امام کعبہ اور مدینہ کو کافر لکھتے اور کہتے ہیں۔ مصطفیٰ رضا خان نے ایک کتاب لکھی اس زمانہ میں جواب نایاب ہے رسالۃ الامارہ والجبہاد جس میں انگریز سے جہاد کو حرام قرار دیا گیا تھا۔ یہ چند مثالیں ہیں نے دے دی ہے ورنہ ان کی غدار یوں سے تاریخ کے صفحات آج بھی بھرے پڑے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہندوستان کے تاریخ آزادی میں کہیں بھی اس گروہ کا نام و نشان نہیں جس کا اعتراف خود مولوی احمد رضا خان کے سوانح نگار کرتے ہیں کہ اور اس کا الزام مورخین پر ڈالتے ہیں کہ انھوں نے محض تعصب کی وجہ سے ہمارے اعلیٰ حضرت کا ذکر کہیں نہیں کیا اور وہابی (یعنی دیوبند) کی خدمات سے ساری تاریخ کو بھردیا۔

حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کے حوالے سے بھی آپ نے اپنی ”مخصوص رضا خانیت“ کا مظاہرہ کیا ہے پوری عبارت اس طرح

ہے:

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ تحریکات کے زمانہ میں میرے متعلق یہ مشہور کیا گیا تھا کہ چھ سو روپیہ ماہانہ گورنمنٹ سے پاتا ہے ایک شخص نے ایک ایسے ہی مدعی سے کہا کہ اس سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ خوف سے متاثر نہیں لیکن طمع سے متاثر ہے بلکہ خوف سے تو گورنمنٹ ہی متاثر ہوئی چنانچہ تمہیں اور ہمیں سو روپیہ نہیں دیتی تو اب اس کا امتحان یہ ہے کہ تم نو سو روپے دیکر اپنی موافق فتویٰ لے لو اگر وہ قبول کر لے تو وہ بات صحیح ہے ورنہ وہ بھی

جھوٹ۔ ﴿الاضافات الیومیہ، ج ۶، ص ۱۰۳، ملفوظ نمبر، ۸۸﴾

غور فرمائیں کس حکیمانہ اور بلیغ انداز میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس الزام کی تردید کر رہے ہیں مگر خلیل رانا صاحب کہتے ہیں کہ نہیں وہ تو

تردید نہیں بلکہ تصدیق کر رہے ہیں۔ تف ہے ایسی تحقیق پر اور ایسی دیانت پر۔۔۔ ہم بار بار خلیل رانا صاحب کو یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ حوالہ دیتے ہوئے یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان حوالہ جات کو کل کو کوئی چیک بھی کر سکتا ہے۔۔

اعتراض: تھا کون جو انگریز کو کہتا رحمت؟ کس نے کیا گوروں کے وظیفے پر گزارا

جواب: ارے وہی جس کی وفاداری کے گن گاتے انگریز بھی بھائی وہی جن کو سیر کرائی جاتی ہے پینا گون کی آج بھی (روزنامہ وقت لاہور ۱۰ مئی ۲۰۱۰ء کی خبر کے مطابق بریلوی علماء و مشائخ کو انتہاء پسندی کے خلاف پینا گون میں تربیت دی جائے گی۔)

اعتراض نمبر ۴: مولانا رشید احمد گنگوہی اور قاسم نانوتوی صاحب اپنی مہربان سرکار کے دلی خیر خواہ تھے۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۹۔

جواب: فریق مخالف کا یہ حوالہ بھی بالکل سودمند نہیں اس لئے کہ انھوں نے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضرت گنگوہی اور حضرت حجۃ الاسلام رحمہما اللہ انگریز کے وفادار تھے اور اس کے خلاف انھوں نے کچھ نہ کہا نہ مذکورہ بالا عبارت مولف تذکرۃ الرشید کی ہے جس کے ذمہ دار وہ خود ہیں کسی اور کی عبارت کو لیکر کسی اور پر فٹ کرنا کہاں کا انصاف ہے۔؟؟ آپ کا یہ ثابت کرنا کہ ان حضرات نے انگریز کی مخالف نہیں کہ قطعاً باطل اور مردود ہے جبکہ خود اسی تذکرۃ الرشید میں یہ حوالے بھی موجود ہیں کہ:

(۱) تینوں حضرات (حاجی امداد اللہ صاحب، حضرت مولانا قاسم نانوتوی اور مولانا رشید احمد گنگوہی) کے نام چونکہ وارنٹ گرفتاری جاری ہو چکے ہیں اور گرفتار کنندہ کیلئے صلہ (انعام) تجویز ہو چکا تھا اس لئے لوگ تلاش میں ساعی اور حراست کی تگ و دو میں پھرتے تھے۔ ﴿تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۷﴾

(۲) روش (پولیس) راپور پہنچی اور حضرت امام ربانی مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ حکیم ضیاء الدین صاحب کے مکان سے گرفتار ہوئے تخمینے سے یہ زمانہ ۱۲۷۵ھ کا ختم یا ۱۲۷۶ھ کا شروع سال ہے (الی قولہ) آپ کے چاروں طرف محافظ پہرہ دار تعینات کر دئے گئے اور بند بیل (بیل گاڑی) میں آپ کو سوار کر کے سہارنپور چلتا کر دیا گیا (الی قولہ) حضرت مولانا سہارنپور پہنچتے ہی جیل خانہ بھیج دئے گئے اور حوالات میں بند ہو کر جنگی پہرہ کی نگرانی میں دے دئے گئے۔ ﴿تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۸۲﴾

(۳) حضرت مولانا تین یا چار یوم کال کوٹھری میں اور پندرہ دن جیل خانہ کی حوالات میں قید رہے تحقیقات پر تحقیقات اور پیش پر پیشی ہوتی رہی آخر عدالت سے حکم ہوا کہ تھانہ بھون کا قصہ ہے اس لئے مظفر نگر منتقل کیا جائے چنانچہ امام ربانی جنگی حراست اورنگی تلواروں کے پہرہ میں براہ دیو بند دو پڑاؤ کر کے پایادہ مظفر نگر لائے گئے اور اب یہاں کے جیل خانہ میں بند کر دئے گئے۔ (الی قولہ) مظفر نگر کے جیل خانہ میں حضرت کو کم و بیش چھ ماہ رہنے کا اتفاق ہوا اس اثناء میں آپ کی استقامت، جو انمردی، استقلال کی پختگی، توکل، رضا، تدین، اتقاء، شجاعت، ہمت، اور سب پر طرہ حق تعالیٰ کی اطاعت و محبت جو آپ کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے تھی اس درجہ حیرت انگیز ثابت ہوئیں کہ جن کی نظیر نہیں نظر ملتی۔ ﴿تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۸۴﴾

(۴) حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینے حوالہ جات میں بھی رہے۔ ﴿تذکرۃ الرشید ج ۱ ص ۷۹﴾

ان تمام واضح حوالوں سے حضرت مولانا گنگوہی اور ان کے رفقاء کا گرفتار ہونا جنگی حراست میں رہنا حوالہ جات اور کال کوٹھریوں کا آباد کرنا اور قید و بند کی صعوبتیں اٹھانا روز روشن کی طرح واضح ہے اور ہمارا مدعی بھی یہی ہے۔ غرض ان کو انگریز کا وفادار ثابت کرنا تاریخ کو مسخ کرنا ہے اور خلیل رانا صاحب نے جو جمل اور مبہم حوالہ دیا ہے اس سے انکا مدعی ہرگز ثابت نہیں ہو سکتا یہ جمل عبارت صرف اس کا مصداق ہے

جس میں ایک حرف وفا بھی کہیں مذکور نہیں

تم جو دیتے ہو نوشتہ وہ نوشتہ کیا ہے

لفظ ”سرکار“ کا اطلاق رب تعالیٰ (حقیقی سرکار) پر بھی ہوتا ہے

اصل میں فریق مخالف کو اس عبارت میں لفظ ”مہربان سرکار“ سے مغالطہ ہوا ہے حالانکہ یہ لفظ دیگر متعدد معنوں کے علاوہ مالک حقیقی آقا اور ولی نعمت پر بھی صادق آتا ہے چنانچہ فرہنگ آصفیہ ج ۳ ص ۷۰ میں سرکار کے معنی سردار، میر، پیشوا، رئیس، آقا، ولی نعمت اور ولی وغیرہ کے لئے گئے ہیں۔ اور پھر ”مولف تذکرۃ الرشید“ جس طرح لفظ سرکار کا انگریز پر اطلاق کرتے ہیں اسی طرح ”اللہ تعالیٰ“ پر بھی اس کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے سہارنپور جیل سے مظفرنگر منتقل کرنے کے سلسلہ میں لکھتے ہیں:

سنا ہے کہ دیوبند کے قریب سے گذر نے پر مولانا قاسم العلوم نظر براہ راستہ سے کچھ ہٹ کر بغرض ملاقات پہلے سے آکھڑے ہوئے تھے گو خود بھی مخدوش حالت میں تھے مگر بیتابی شوق نے اس وقت چھپنے نہ دیا اور دور ہی دور سے سلام ہوئے ایک نے دوسرے کو دیکھا مسکرائے اور اشاروں ہی اشاروں میں خدائے تعالیٰ کے وہ وعدے یاد دلوائے جو سچے سرکاری خیر خواہوں اور امتحانی مصیبتوں پر صبر و استقلال کرنے والوں کیلئے انجام کار و دیعت رکھے گئے ہیں۔ (تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۸۴)

بالکل واضح امر ہے کہ یہ وعدے اللہ تعالیٰ کے واللہ مع الصبرین، و ان جندنا لهم الغلبون، انا لننصر رسولنا والذین امنوا فی الحیوة الدنیا اور فان حزب اللہ ہم الغلبون وغیرہ کلمات جو قرآن کریم میں موجود ہیں۔۔۔ سچی سرکار، آقائے حقیقی اور مالک الملک کے مخلص بندوں کیلئے ہیں جو امتحان میں کامیاب ہوتے ہیں۔ یہاں سرکار کے لفظ سے اللہ تعالیٰ ہی کی ذات مقدسہ مراد ہے۔

اعتراض نمبر ۵: حافظ ضامن، قاسم نانوتوی، رشید گنگوہی انگریز کی حمایت میں لڑے اور اور حافظ ضامن ”شہید“ ہو گئے۔ تذکرۃ الرشید، ج ۱، ص ۷۲، ۷۵۔
جواب: لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔۔۔ خلیل رانا صاحب اتنا صریح دھوکہ۔۔۔ ہم نے یہ صفحہ بار بار چیک کیا اور کہیں ہمیں یہ عبارت نہیں ملی کہ حافظ ضامن صاحب انگریز کی حمایت میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے تاریخ کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ ان کی شہادت شاملی کے میدان میں انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے ہوئی۔۔۔ مگر آپ کس طرح خدا خونی سے بے پرواہ ہو کر جھوٹ پر جھوٹ بولے جارہے ہیں۔۔۔ جن صفحات کا حوالہ آپ نے دیا ہے اس میں بھی اسی شاملی کے معرکہ کا ذکر ہو رہا ہے۔ آپ میں اگر ذرا بھی انصاف و دیانت کا مادہ ہے تو جو عبارت آپ نے نقل کی ہے اس کتاب کا اصل عکسی حوالہ دے کر بعینہ ثابت کریں ورنہ

لعنة الله على الكاذبين

کا وظیفہ پڑھ کر اپنے اوپر دم کریں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت میں لڑی گئی اور شاملی کے میدان پر قبضہ کر لیا گیا جو ایک ماہ تک رہا۔

☆ حاجی امداد اللہ صاحب کو امام، مولانا قاسم نانوتوی کو سپہ سالار اور افواج مولانا رشید احمد گنگوہی کو قاضی، مولانا محمد منیر نانوتوی اور حافظ محمد ضامن کو میمنہ اور میسرہ کے افسر مقرر کئے گئے۔ ﴿سوانح قاسمی، ج ۲، ص ۱۲۷﴾

☆ اس معرکہ میں حافظ محمد ضامن شہید ہوئے حضرت حاجی صاحب اور مولانا رحمت اللہ کیرانوی مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی روپوش ہو گئے اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی گرفتار کر لئے گئے۔ مولانا گنگوہی کو سہارنپور کی جیل میں قید کر دیا گیا۔ تین چار یوم کال کوٹھری میں رہے اور پندرہ دن جیل خانہ کی حوالات میں قید رہے۔ آخر عدالت سے حکم ہوا تھا نہ بھون کا قصہ ہے اس لئے مظفرنگر منتقل کیا جائے۔ چنانچہ جنگی حراست اور تنگی تلواروں کے پہرے میں براستہ دیوبند چند پڑاؤ کر کے پایادہ مظفرنگر لائے گئے اور حوالات کے اندر بند کرے گئے چھ ماہ قید رہے آخر

چھوڑ دئے گئے۔ ایسٹ انڈیا کمپنی کے باغی علماء، ص ۱۱۳، از مفتی انتظام اللہ شہابی۔

جناب پروفیسر محمد ایوب صاحب قادری مرحوم لکھتے ہیں کہ

☆ اسی (۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی) میں حافظ محمد ضامن صاحب کو گولی لگی اور وہ شہید ہو گئے آخر میں مجاہدین کے پاؤں بھی اکھر گئے انگریزوں نے قبضہ کرنے کے بعد تھانہ بھون کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ جنگ آزادی، ص ۱۸۱۔

نوٹ: پروفیسر ایوب قادری بریلوی حضرات کے ہاں بھی مستند مانے جاتے ہیں عبدالحکیم شرف قادری نے اپنی کتاب پران سے تقریظ لکھوائی اور ان کے انتقال پر اظہار غم بھی کیا۔

غرض یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت حافظ ضامن صاحب انگریز کے خلاف لڑتے ہوئے شامی کے میدان میں شہید ہوئے مگر فریق مخالف کا سوء ظن دیوبند دشمنی ملاحظہ ہو کہ جھوٹ پر جھوٹ بولتے ہوئے بھی کچھ حیا نہیں۔ ہمیں تو یوں لگتا ہے کہ خلیل رانا صاحب یہ تمام حوالے کسی بریلوی ملاں کے رسالے سے ہی کاپی پیسٹ کرتے ہیں اس لئے کہ ظاہر ہے کہ بندہ ایک دو حوالوں میں چلو دھوکہ دہی کر دے مگر ان کا ہر حوالہ دجل و فریب کا شاہکار ہوتا ہے۔ پہلے تو ہم ان کو ان کی داڑھی کا واسطہ دیتے کہ چہرے پر سجائی اس سنت رسول ﷺ سے ہی شرما جاؤ مگر ان کی تو داڑھی بھی نہیں واسطہ دیں بھی تو کس کا۔۔۔؟؟؟

اعتراض نمبر ۶: شاہ اسماعیل صاحب نے انگریز کی حمایت میں لڑنے کا فتویٰ دیا۔ ملاحظہ ہو حیات طیبہ ص ۳۶۴۔

جواب: یہ بھی آپ کا دجل و فریب ہے اس لیے کہ اگرچہ شاہ صاحب اور ان کی جماعت کا براہ راست انگریز سے مقابلہ نہیں ہوا تھا مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ انگریز کے حامی تھے یا کوئی ایجنٹ تھے چنانچہ خود انگریز مورخ کیپٹن کننگھم تارخ سکھ میں لکھتا ہے کہ "سید احمد کے عمل سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے مراد انکی صرف سکھ تھے لیکن ان کے صحیح مقاصد پورے طور پر نہیں سمجھے گئے، وہ انگریزوں پر حملہ کرنے میں محتاط ضرور تھے لیکن ایک وسیع اور آباد ملک پر ایک دور دراز قوم کا اقتدار ان کی مخالفت کے لیے کافی سبب تھا۔" (سیرت سید احمد شہید صفحہ نمبر ۷۷۲)

نواب امیر خان انگریز کے خلاف تھے اور اسکے خلاف لڑے بھی۔ سید احمد صاحب ان کی فوج میں ۶ سال رہے مگر جب بعض مجبور یوں کی وجہ سے انگریز سے مصالحت کرنی پڑی تو سید احمد شہید نے اس کی شدید مخالفت کی اور متعدد بار ان کو منع کیا اور کہا کہ یہ کفار بڑے دغا باز ہیں، کچھ آپ کے واسطے تنخواہ یا جاگیر وغیرہ مقرر کر کے بٹھادیں گے کہ روٹیاں کھایا کیجئے پھر یہ بات ہاتھ سے جاتی رہے گی۔ مگر جب نواب صاحب نہ مانے تو سید صاحب یہ کہہ کر رخصت ہو گئے کہ اچھا آپ انگریزوں سے ملتے ہیں تو میں رخصت ہوتا ہوں، نواب صاحب نے روکنے کی بہت کوشش کی مگر سید صاحب نہ مانے اور لشکر سے رخصت ہو گئے۔ (سیرت سید احمد شہید صفحہ نمبر ۴۳)

انگریز کے خلاف ان کے عزائم اور مقاصد کا اندازہ مندرجہ ذیل مکتوب سے بھی لگایا جاسکتا ہے جو انہوں گوالیار کے ایک وزیر کو لکھا۔ جناب کو خوب معلوم ہے کہ پردیسی، سمندر پار کے رہنے والے، دنیا جہاں کے تاجدار اور یہ سودا بیچنے والے تاجر سلطنت کے مالک بن گئے، بڑے بڑے امیروں کی امارت اور بڑے بڑے اہل حکومت کی حکومت اور ان کی عزت کو انہوں نے خاک میں ملا دیا، جو حکومت و سیاست کے مرد میدان تھے وہ ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں اس لیے مجبوراً چند غریب و بے سروسامان کمر ہمت باندھ کر کھڑے ہو گئے اور محض اللہ کے دین کی خدمت کیلئے اپنے گھروں سے نکل آئے۔ یہ اللہ کے بندے ہرگز دنیا دار اور جاہ طلب نہیں ہیں۔ محض اللہ کے دین کی خدمت کیلئے اٹھے ہیں مال و دولت کی ان کو ذرہ برابر بھی طمع نہیں جس وقت ہندوستان ان غیر ملکی دشمنوں سے خالی ہو جائے گا ہماری کوششوں کا تیر مراد نشانوں تک پہنچ جائے گا۔ الخ

(سیرت سید احمد شہید، جلد اول صفحہ نمبر ۱۴۷-۱۴۸، نقش حیات جلد ۱، صفحہ نمبر ۳۰۴-۵۰۴)

اس تحریک کے کارکنوں کے عزائم کا اندازہ سید صاحب کے مندرجہ ذیل مکتوب سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے جو انہوں نے مسلمان وزیر غلام حیدر خان کو لکھا۔ ملک ہندوستان کا بڑا حصہ غیر ملکیتوں کے قبضے میں چلا گیا ہے اور انہوں نے ہر جگہ ظلم و زیادتی پر کمر باندھی ہے۔ ہندوستان کے حاکموں کی حکومت برباد ہو گئی، کسی کو ان سے مقابلے کی تاب نہیں بلکہ ہر ایک ان کو اپنا آقا سمجھنے لگا ہے چونکہ بڑے بڑے اہل حکومت ان کا مقابلہ کرنے کا خیال ترک کر کے بیٹھ گئے ہیں اس لیے چند کمزور و بے حیثیت اشخاص نے اس کا بیڑہ اٹھایا۔

(سیرت سید احمد شہید، صفحہ نمبر ۴۰۴)

انگریز کے خلاف حضرت سید نے اپنے خلفاء، مریدین، متوسلین، کارکنان کی کس طرح ذہن سازی کی تھی اس کا اظہار خود ایک انگریز مورخ ڈبلیو ہنٹران الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

اب ہمیں اس مجموعہ قوانین کا حال مختصر بیان کرنا ہے جو ان کے پیروؤں نے ان کی تعلیم سے اخذ کیا اور جس کی وجہ سے انہوں نے ہندوستان میں ایک ایسا مذہبی انقلاب برپا کر دیا جس کی مثال اسکی گزشتہ تاریخ میں نہیں ملتی یہی انقلاب ہے جس نے پچاس سال سے انگریزی حکومت کے خلاف بغاوت کی روح کو دبے نہیں دیا۔ (نقش حیات جلد ۲، صفحہ نمبر ۵۳)

ان تمام حوالوں سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ سید صاحب اور ان کی جماعت نہ صرف انگریز کے سخت ترین مخالف تھے بلکہ ان کے خلاف باقاعدہ جہاد کی تحریک کا حصہ تھا ایسے صریح حوالے موجود ہوتے ہوئے بھی اگر کوئی شخص حضرت سید صاحب اور ان کے سرفروش مجاہدوں کو انگریز کا ہمدرد اور خیر خواہ قرار دے تو اسے یہ ورد سکھا کر بریلی کے پاگل خانے میں داخل کروادیا جائے کہ۔

وقت ہوگا تو کوئی بھی نہ ہوگا میرا

اب لاکھوں میرے غمخوار نظر آتے ہیں

اب رہا حیات طیبہ کا وہ حوالہ جو فریق مخالف نے دیا ہے تو مندرجہ بالا حوالوں کے ہوتے ہوئے اسکی کوئی علمی وقعت نہیں خاص کر جب مرزا حیرت دہلوی ان الفاظ کو سید صاحب سے نقل کرنے میں متفرد ہوں چلیں بالفرض حضرت شاہ صاحب کی طرف منسوب اس قول کو بالفرض علی سبیل التزلزل درست مان لیا جائے تب بھی جواب حاضر ہے کہ۔

ابتداءً انگریز کا طریقہ واردات یہ تھا کہ کسی مذہب اور فرقے کی خلاف تشدد سے کام نہ لیا جائے بلکہ اپنی تعلیم نظریات و افکار کے ذریعے ان کے ذہنوں کو فتح کیا جائے، لارڈ میکالے کے بیانات اس کی واضح دلیل ہیں تو اس دور میں جب بظاہر سب کو مذہبی آزادی حاصل تھی انگریز کی خلاف جہاد کا فتویٰ نہ دینے سے یا ملکی دفاع کے لیے اسکا تعاون کرنے سے یہ کیسے ثابت ہوا کہ جب انگریز ظالم نے ہزاروں بیگناہ ہندوستانیوں کو جن میں پیش پیش مسلمان تھے قتل و غارت کرنا شروع کر دیا اور تختہ دار پر لٹکا کر اپنی بھڑاس نکالی تو اس وقت بھی اس کے خلاف جہاد درست نہ تھا۔ ویسے بھی حضرت شاہ اسماعیل شہید ۱۸۵۷ء کے معرکے سے پہلے شہید ہو چکے تھے، پہلے کے حالات کو بعد پر فٹ کرنا اور اس طرز سے انکو انگریز کا خیر خواہ اور ہمدرد ثابت کرنا بالکل بے سود عمل اور نرا دل و فریب ہے۔

آنحضرت ﷺ جب ہجرت کر کے مدینہ تشریف لے گئے تو آپ نے یہود کے ساتھ امن اور صلح کا تحریری معاہدہ کیا تھا جس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا

(زاد المعاد، ج ۲ ص ۱۷ و سیرت ابن ہشام ج ۱، ص ۴۰۵)

مگر بعد کو یہودیوں کے تینوں قبیلوں بنو نضیر، بنو قیقاع اور بنو قریظہ کی خلاف انگلی وعدہ شکنی سے نہ صرف انکے خلاف جہاد کیا بلکہ ان کو جلا وطن بھی کیا۔ نتیجہ تاریخی طور پر بالکل عیاں ہے غرض مقدم و متاخر حالات کو گڈمڈ کرنا اور اس سے مقصد حاصل کرنا کسی بھی طور پر درست اور قرین قیاس نہیں۔

اب آخر میں ہم فریق مخالف سے سوال کرتے ہیں کہ شاہ صاحب اور انکی تحریک کے لوگ تو تھے ہی بقول آپ کے وہابی تھے، معاذ اللہ، اللہ و رسول ﷺ اور تمام مسلمانوں کے دشمن تھے، اسلام کے بدخواہ تھے مگر آپ کے روحانی دادا حضور مولوی نقی علیؒ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں کہاں تھے؟ انکو بھی چھوڑئے آپکے روحانی ابا حضور مولوی احمد رضا خان جو بزم خویش پورے ہندوستان میں واحد مسلمان اور اسلام کے خیر خواہ تھے، انہوں نے انگریز کے خلاف جہاد کے کتنے فتوے دیے۔؟؟؟؟؟؟؟؟

چیلنج

ہمارا پوری دنیائے رضا خانیت کو چیلنج ہے کہ کوئی ایک مستند حوالہ دکھا دے جس سے ثابت ہوتا ہو کہ احمد رضا خان نے اپنی پوری زندگی میں انگریز کیخلاف چلائی جانے والی کسی تحریک کی سربراہی کی ہو، اس میں کوئی حصہ لیا ہو، کسی ایک جلسے کی صدارت و قیادت کی ہو جو انگریز تسلط کے خلاف ہو۔ زمین پھٹ سکتی ہے آسمان ریزہ ریزہ تو ہو سکتا ہے مگر قیامت کی صبح تک یہ لوگ ایک حوالہ پیش نہیں کر سکتے اور کریں بھی تو کیسے احمد رضا خان نے تو کبھی انگریز کی مخالفت کی ہی نہیں وہ تو انگریز کے حق میں فتوے دیتا تھا جو ہندوستانی اخباروں میں چھپتے تھے۔ چنانچہ انگریز مورخ سرفرائس رائسن اپنی کتاب میں لکھتا ہے

The Mashriq of Gorakhpur and all-bashir usually took not of the

Pro- Government "Fatwas" of Ahmed Raza Khan.

[The Separation Among India Muslim . Page No. 268]

اعتراض نمبر ۷: حسین احمد مدنی صاحب نے لکھا کہ انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کو پورا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔ ملاحظہ ہو نقش حیات ج ۲ ص ۴۱۹۔

جواب: اس حوالے کو نقل کرنے میں بھی آپ نے روایتی دھوکہ دہی سے کام لیا۔ اس لئے کہ حضرت سید بادشاہ انگریز کے سخت مخالف تھے اور ان سے جہاد کرنا ان کی تحریک کا اولین مقصد تھا۔ میں اس پر تفصیلی مضمون نقش حیات کے حوالے سے اوپر حیات طیبہ پر اعتراض کے جواب میں لکھ چکا ہوں اور نقش حیات ہی کے حوالے سے میں اوپر ان کے دو خطوط نقل کر چکا ہوں جس سے ان کے مقاصد پر روشنی پڑتی ہے کہ ان کی تحریک کا بنیادی مقصد ہی ان بیرونی قابضین کو ہندوستان سے نکالنا تھا۔ حضرت سید صاحب نے اپنی جماعت کو اسی بنیاد پر استوار کیا چنانچہ خود اسی نقش حیات میں ایک انگریز مورخ ڈاکٹر ہنٹر کا بیان ہے:

☆ اب ہمیں اس مجموعہ قوانین کا حال مختصر بیان کرنا ہے جو ان کے پیرووں نے ان کی تعلیم سے اخذ کیا اور جس کی وجہ سے انھوں نے ہندوستان میں ایک ایسا مذہبی انقلاب برپا کر دیا جس کی مثال گزشتہ تاریخ میں نہیں ملتی یہی انقلاب ہے جس نے پچاس سال سے انگریز کی حکومت کے خلاف بغاوت کی روح کو دبے نہیں دیا۔ ﴿ہمارے ہندوستانی مسلمان ص ۹۰﴾ بحوالہ نقش حیات، ج ۲، ص ۳۵ ﴿یہی انگریز مورخ لکھتا ہے کہ:

☆ ۱۸۲۱ میں امام صاحب (حضرت سید بادشاہ) نے اپنے خلفاء منتخب کرتے وقت ایسے آدمیوں کا انتخاب کیا جو بے پناہ جوش و خروش کے مالک اور بہت ہی مستقل مزاج تھے ہم دیکھ چکے ہیں کہ کس طرح متعدد بار جب یہ تحریک تباہ ہونے کے قریب تھی انھوں نے بار بار جہاد کے جھنڈے کو تباہی

سے بچا کر از سر نو بلند کیا پٹنہ کے خلفاء جو انتھک واعظ خود اپنے آپ سے بے پرواہ بے داغ زندگی بسر کرنے والے انگریز کافروں کی حکومت تباہ کرنے میں نہایت چالاک تھے۔ ﴿ایضاً ص ۱۰۱، بحوالہ ایضاً﴾

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی اسی انگریز کے مختلف حوالے نقل کرنے کے بعد اپنا تجزیہ لکھتے ہوئے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:

☆ (حضرت سید صاحب نے) تمام ملک میں اندر اور باہر ایسی بلچل پیدا کر دی کہ مدبران برطانیہ لرزہ بر اندام ہو گیا۔ ﴿نقش حیات

ج ۲، ص ۳۸﴾

انگریز مورخ ہندوستان میں تحریک بالاکوٹ کے اثرات کے متعلق لکھتا ہے کہ

☆ اب میں نے اپنی سرحد پر اس باغی کمپ کی تمام تاریخ ۱۸۳۱ء سے جبکہ اس کی ابتداء ہوئی ۱۸۶۸ء جبکہ آخری مرتبہ انھوں نے ہم کو جنگ

میں دھکیلا بیان کر دی ہے وہ تمام مصیبتیں جو انھوں نے سکھ حکومت کے وقت سرحد پر نازل کی تھیں وہ تمام ایک تلخ وراثت کی صورت میں ہم تک پہنچیں اس نے تمام سرحد میں تعصبی جذبات کو برقرار رکھنے کے علاوہ تین دفعہ قبائل کو یکجا اکٹھا کر دیا۔ جس کی وجہ سے برطانوی ہند کو ہر ایک موقع پر بہت ہی مہنگی لڑائی لڑنی پڑی یکے بعد دیگرے ہر گورنمنٹ نے اعلان کیا کہ یہ ہمارے لئے ایک مستقل خطرہ ہیں لیکن اس کے باوجود ان کے تباہ کرنے کی تمام کوششیں ناکام ثابت ہوئیں اب تک بھی یہ ہماری غیر وفادار رعایا اور ہمارے سرحد پار دشمنوں کے امیدوں کا مرکز بنا ہوا ہے ہم نہیں جانتے کہ کس وقت ہم قبائل کی خانہ جنگی کی لپیٹ میں آجائیں گے جو وسط ایشیا میں ہر وقت جاری رہتی ہیں مگر اس وقت یہ عین ممکن ہے کہ اس سال کے ختم ہونے سے پہلے ایک اور افغانی جنگ لڑنی پڑے یہ جنگ جب کبھی بھی ہوگی (اور جلد یا بدیر ہو کر رہے گی) تو ہماری سرحد پر غدار آبادی ہمارے دشمنوں کو ہزار ہا آدمی مہیا کر سکے گی۔ ہمیں ان غداروں کو اپنی ذات سے کوئی ڈر نہیں اگر ہمیں ڈر ہے تو ان شورش پسند عوام سے ہے جن کو یہ مجاہدین ہمارے خلاف جہاد کرنے کیلئے بار بار اکٹھا کرتے ہیں نو صدیوں کے دوران میں ہندوستانی لوگ شمال کی طرف سے حملہ کرنے کے عادی ہو چکے ہیں۔ ﴿ایضاً ص ۶۴، ۶۵، بحوالہ نقش حیات ج ۲ ص ۴۰، ۴۱﴾۔

غرض صرف ”نقش حیات“ ہی کے ان تمام حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہو گئی کہ حضرت سید صاحب انگریز کے سخت ترین دشمن تھے بلکہ انھوں نے اپنے جانشینوں کی اس طرح ”برین واشنگ“ کی کہ ان کی شہادت کے بعد بھی ان کی جماعت کے مجاہدین انگریز کو ناکوں چنے چبواتے رہے اور انگریز کے خلاف اٹھنے والی ہر تحریک کا منبع اور سرچشمہ یہی ”تحریک بالاکوٹ“ اور نظریہ ”سید احمد شہید“ رہا۔

بریلوی حضرات خود تو سیاسی یتیم ہیں ساری زندگی حکومت وقت کی جوتیاں چاٹتے رہے اپنے سیاہ کرتوتوں اور ضمیر فروشی پر پردہ ڈالنے کیلئے ایسے مجاہدین کو بھی انگریز کا ایجنٹ ثابت کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ مگر حق کے سامنے آخر باطل کب تک ٹھہر سکتا ہے۔ فریق مخالف نے جو عبارت پیش کی وہ مکمل اس طرح ہے کہ:

ہندوستان کی یہ بہت بڑی بد قسمتی تھی کہ سید صاحب کو مسلمانان پنجاب کی حد درجہ پامالی وزبوں حالی کے باعث مہاراجہ رنجیت سنگھ کے بالمقابل صف آراء ہونا پڑا اور آخر معرکہ بالاکوٹ میں جام شہادت نوش کرنا پڑا۔ **ورنہ اصل یہ ہے کہ سید صاحب کا مقصد ہندوستان اور مسلمان کو ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلط و اقتدار سے نجات دلانا تھا۔ انگریز خود اسے محسوس کرتے تھے اور اس تحریف سے بڑے خوفزدہ تھے۔** اسی بناء پر جب سید صاحب کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔

سید صاحب کا اصل مقصد چونکہ ہندوستان سے انگریزی تسلط اور اقتدار کا قلع قمع کرنا تھا۔ الخ ﴿نقش حیات، ج ۲، ص ۱۸﴾

غور فرمائیں کہ خط کشیدہ عبارات کو کس طرح گیارہویں شریف کا شربت سمجھ کر ہضم کر لیا گیا۔ عبارت کا مطلب بالکل واضح ہے کہ حضرت سید صاحب کا اصل مقصد انگریزوں کو ہندوستان سے مار بھگانا تھا مگر بد قسمتی سے سکھ اس راہ میں رکاوٹ بن گئے انگریز کو چونکہ اس تحریک کا علم تھا کہ یہ ان کے تسلط کی راہ میں بہت بڑی رکاوٹ ہے تو انھوں نے اطمینان کا سانس لیا کہ اتنا بڑا خطرہ ان کے سر سے ٹل گیا اور اب مجاہدین ہماری جگہ سکھوں سے برسر پیکار

ہو گئے ہیں۔ اور ہماری جان فی الوقت کیلئے چھوٹ گئی۔ اب رہا جنگی ضرورتوں کے مہیا کرنے کا سوال تو اس میں یہ کہاں ہے کہ حضرت سید صاحب نے خود یہ سامان لیا یا اس کا مطالبہ کیا یہ بھی تو ممکن ہے کہ انگریز نے خفیہ طریقہ سے ایسے ذرائع سے مہیا کیا ہو کہ سید صاحب کو اس کا علم ہی نہ ہو اور ایسا ہونا جنگوں میں ممکن ہے کہ ایک دشمن اپنے مفاد کیلئے خفیہ طور پر دوسروں کی مدد کرتا ہے سکھ چونکہ ہندوستان میں بہت سی جگہ پر قابض تھے لہذا انگریز ان کو بھی اپنے لئے خطرہ سمجھتے تھے اور یوں ایک تیر سے دو شکار کرنے کا سوچا ہوگا۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ انگریز نے بطور لالچ یہ سامان شروع میں مہیا کیا ہو مگر مجاہدین اس لالچ میں نہیں آئے مکالمۃ الصدرین کا حوالہ گزر چکا کہ پہلے انگریز اسی طرح کیا کرتا تھا۔ اور پھر اسی نقش حیات میں ہے کہ:

یہ جماعت انگریزوں کی طرف سے ہر قسم کی ہلاکتوں اور ایذاؤں کا نشانہ بنتی ہے اور تحمل کرتی ہے مگر آزادی کی جدوجہد اور انگریز دشمنی سے باز نہیں آتی۔ ۱۔ انگریز لالچ دیتا ہے قبول نہیں کرتی۔ انگریز ڈار اتا ہے مگر نہیں ڈرتی۔ ﴿ج ۲، ص ۴۳، ۴۴﴾

حیات طیبہ کے حوالے سے میں یہ ذکر کر چکا ہوں کہ حضور ﷺ جب مدینہ تشریف لائے تو سب سے پہلے وہاں کے یہودیوں سے ایک امن معاہدہ کیا جس میں ایک شق یہ بھی تھی کہ جب مسلمانوں پر کوئی حملہ کریگا تو یہودی مسلمانوں کا ساتھ دیں گے اور جب یہودیوں پر کوئی حملہ کرے گا تو مسلمان یہودیوں کا ساتھ دیں گے۔ تو اب کیا کوئی بے دین معاذ اللہ یہ کہہ سکتا ہے کہ مسلمان یہودیوں کے نمک خوار اور ایجنٹ تھے۔ العیاذ باللہ۔

اعتراض نمبر ۸: عبید اللہ سندھی صاحب کے ملفوظات میں ہے کہ مجاہدین کا گزر ان انگریز کی روہن منت تھا (ص ۳۶۲)

جواب: حضرت عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ہمیں باوجود تلاش کے نہیں مل سکے اس لئے مکمل سیاق و سباق کے ساتھ اس کا عکسی حوالہ پیش کریں۔ اس کے بعد انشاء اللہ قائد انقلاب حضرت عبید اللہ سندھی صاحب کے تاریخی کردار پر بھی بحث کی جائے گی۔

البتہ کسی بھی بزرگ کے ملفوظات کے متعلق آپ کے اکابرین کا عقیدہ ہے کہ:

بزرگوں کے ملفوظات میں کچھ باتیں ان سے غلط منسوب ہو جاتی ہیں۔۔۔۔۔ صاحب ملفوظ خود اس واقعہ یا بات کو لکھنے والا نہیں ہوتا۔۔۔ اس لئے عین ممکن ہے کہ کوئی دوسرا شخص خواہ کتنا ہی معتبر اور ثقہ کیوں نہ ہو اس سے ملفوظ نقل کرنے میں غلطی ہو سکتی ہے اور وہ بات خلاف واقعہ ہو سکتی ہے۔۔۔ لہذا بزرگوں کے ملفوظات سے استدلال کرنا اور اسے قطعی حوالہ سمجھنا درست نہیں۔ ملخصاً۔ ﴿عبارات اکابر کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ۔ ج ۱۔ ص ۳۹۱، ۳۹۲﴾

لہذا اصولی طور پر ملفوظات سے آپ کا استدلال کرنا درست نہیں۔

اعتراض نمبر ۹: المعارف رسالے میں ہے کہ دارالعلوم دیوبند نے انگریز کو سپاسنامہ پیش کیا۔

جواب: آپ نے جو المعارف کا حوالہ دیا یہ بالکل جعلی ہے اس میں پیش کیا گیا سپاسنامہ خود ساختہ ہے ان کے الفاظ سے ثابت ہو رہا ہے کہ المعارف والے دارالعلوم دیوبند سے معاندانہ رویہ رکھتے ہیں اور اسی بنیاد پر یہ جعلی سپاسنامہ پیش کیا اگر یہ سپاسنامہ درست ہے تو اس کا کوئی تاریخی ثبوت پیش کریں ۱۹۹۶ کے ایک غیر معتبر رسالہ کا حوالہ پیش کرنا ہی اس کے جعلی ہونے کی دلیل ہے اگر آپ کے نزدیک اس قسم کے حوالے دینا درست ہیں تو کل کو کوئی بھی کسی اخبار یا رسالے میں چند نکلے دیکر اس طرح کے بیسیوں حوالے پیش کر سکتا ہے۔

پینا گون میں بریلوی سجادہ نشینوں کو انتہاء پسندی کے خلاف تربیت دینے کے لئے بلوایا گیا ”وقت اخبار“ کی اس خبر کے متعلق آپ کہتے ہیں کہ:

[QUOTE=saeedi;66692]

Just a news is sufficient for your harsh and bitter comments.

Allah says: If a FASIQ comes to you with a news, then first research about that (soorat al

hojorat)/[QUOTE]

پس یہی جواب ہم آپ کو دیتے ہیں کہ اپنی پسند کے جواب سے بہتر جواب کیا ہو سکتا ہے۔ آپ لوگوں کے ہاں لینے کے اصول تو کچھ اور اور دینے کے اصول کچھ اور بہت خوب۔

قارئین کرام ہمارے مطالبہ کا جواب ابھی تک نہیں دیا گیا کہ بریلوی حضرات کسی مستند تاریخی ثبوت سے یہ بات ثابت کر دیں کہ احمد رضا خان نے کوئی ایک جلسہ انگریز تسلط کے خلاف منعقد کیا ہو کسی ایسی تحریک کی قیادت کی ہو جو انگریز کے تسلط سے خلاف ہو یا کم سے کم انگریز کے خلاف لڑنے کا ہی کوئی فتویٰ دیا ہو۔۔۔

اعتراض نمبر ۱: ”یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار مدد و معاون سرکار ہے۔“ (سوانح قاسمی ص ۹۴)

جواب: معترض صاحب کو اطمینان ہے کہ ان کے حلقے میں کوئی ایسا پڑھا لکھا اور اپنے ذہن سے سوچنے والا آدمی نہیں پایا جاتا جو یوں سوچے کہ یہ انگریز مدرسہ دیکھنے اور اہل مدرسہ سے ملنے آیا تھا نہ کہ لڑنے۔ یہ کوئی انسپکٹر آف سکولز بھی نہیں تھا جس کے حلقے میں دیوبند کا مدرسہ آتا ہو اور مدرسہ کو اچھا برا جو جی میں آئے لکھ جائے اور ایسے معائنہ لکھنے والے اپنے نقطہ نظر سے تعریف (اور ضرورت ہو تو تالیف و تقریب کی) ہی بات لکھا کرتے ہیں، چاہے اندر سے کچھ بھی خیال ہو، اس لئے یہ گواہی ”لاکھ پہ بھاری“ تو کیا ہوتی سرے سے گواہی کہلانے کی بھی نہیں ہے بلکہ غور کیا جائے تو اس سے بالکل الٹی گواہی نکل رہی ہے کیونکہ اس انگریز کو یہ فقرہ لکھنے کی ضرورت ہی کیا پیش آئی تھی اگر یہ مدرسہ واقعہ میں موافق سرکار ہوتا؟ یا کم از کم یہ بات مسلمہ سی نہ ہوتی کہ انگریز سرکار اسے اپنے خلاف سمجھتی ہے؟ ایک مدرسہ جو حکومت وقت کا مدد و معاون ہو اس کے معائنے میں ”لیفٹیننٹ گورنر کا ایک خفیہ معتمد انگریز“ بطور تعریف یہ لکھے گا کہ یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں ہے؟ اتنا بڑا احمق انگریز گورنر کا معتمد خاص نہیں ہو سکتا۔ یہ تو کسی معاون و وفادار ادارے کی تحسین و تعریف کی کوئی پسندیدہ صورت نہیں ہے بلکہ اس کیلئے ایک شکایت پیدا کرنے کی صورت ہے کہ اسے خلاف سرکار سمجھے جانے کا بھی کوئی امکان مانا گیا جو نمائندہ سرکار ایسے خیال کو دفع کرنے اور ہمیں مطمئن کرنے کی ضرورت سمجھ رہا ہے کہ سرکار ہمارے ادارے کو اپنے خلاف نہیں سمجھتی۔ اس لئے کبھی نہیں سنا گیا ہوگا کہ کسی سرکار نے کسی کو وفاداری کا شوق لکھ دیتے ہوئے یہ بھی لکھا ہو کہ یہ ہمارے خلاف نہیں ہے۔

الغرض معترض صاحب کو اپنے حلقے میں اس طرح سوچ رکھنے والے آدمیوں کے نہ ہونے کا کامل اطمینان ہے اور دوسروں کے تاثرات سے یہ لوگ سرکار نہیں رکھتے ورنہ ان کے از خود سوچنے اور سمجھنے کی بات تھی کہ کوئی بھی آزاد ذہن کا اور سمجھدار آدمی ان کی اس تاریخ سازی کو پڑھے گا تو بجز اس کے کچھ نہیں کہے گا کہ قبلہ محترم! یہ گواہی انگریز حکومت سے دارالعلوم دیوبند کی وفاداری کی نہ ہوئی بلکہ الٹی اس بات کی ہوئی کہ یہ دارالعلوم حقیقت میں خلاف سرکار تھا۔

لیکن الحمد للہ! کہ دارالعلوم دیوبند جس ادارہ کا نام ہے اسے کسی ایسی گواہی کی ضرورت نہیں اس کی پوری صد سالہ تاریخ کا ایک ایک ورق اپنے کردار کا بہترین گواہ اور ہر خارجی گواہی سے بے نیاز کر دینے والا ہے۔ معترض صاحب کو شاید معلوم نہ ہو کہ دارالعلوم دیوبند کو رام کرنے کیلئے گورنر صاحبان کے صرف معتمد نمائندے ہی نہیں آئے بلکہ بعض دفعہ گورنر صاحب نے بھی تکلیف فرمائی لیکن اس پتھر میں جو تک نہ ان سے لگی نہ ان سے لگی۔ البتہ ایسے مواقع سے یہ

فائدہ ضرور اٹھایا گیا کہ دشمن اگر خود کو دھوکہ میں ڈالنے کا موقع دے رہا ہے تو اسے دھوکے میں رکھنے کا ہی رویہ اختیار کیا جائے۔

اعتراض نمبر ۱۱:

- ”سوانح قاسمی“ کے حاشیہ سے موجودہ مہتمم دارالعلوم حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کے بیان کے دو ٹکڑے درج کئے گئے ہیں۔
- (۱) (مدرسہ دیوبند کے کارکنوں میں اکثریت) ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی کوئی گنجائش ہی نہ تھی۔“
- (۲) گورنمنٹ کی طرف سے ایک انکوائری کے تذکرہ میں

”اس وقت یہی حضرات آگے بڑھے اور اپنے سرکاری اعتماد کو سامنے رکھ کر مدرسہ کی طرف سے صفائی پیش کی جو کارگر ہوئی۔“ (ص ۹۵)

جواب

لگتا ہے کہ معترض صاحب قلم اٹھاتے وقت یہ قسم کھا بیٹھے تھے کہ حق و صداقت اور دیانت کا جتنا خون وہ ان صفحات میں کر سکتے ہیں کر کے رہیں گے چنانچہ حضرت مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم کا ایک ”تہلکہ خیز بیان“ تصنیف کرنے کیلئے انہوں نے یہ ثواب کا کام خود ہی ڈٹ کر کیا ہے۔

”سوانح قاسمی“ کے مصنف حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس بحث پر دارالعلوم کے روح رواں کی حیثیت سے حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام شروع کے دور میں جو نمایاں نہیں ہوا تو اس کی وجہ سیاسی مصلحت تھی یا کچھ اور؟

حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب دامت برکاتہم حاشیہ میں یہ رائے ظاہر کرتے ہیں کہ اور جو کچھ بھی اس کی وجہ رہی ہو وقت کی سیاسی مصلحت بھی ضرور اس کی ایک وجہ بظاہر تھی۔ یہ حاشیہ کتاب کے ص ۲۳۶ سے شروع ہو کر ص ۲۴۷ تک گیا ہے یعنی ایک صفحہ سے زیادہ کا تھا۔ اس کی وہ چند سطریں یہاں پڑھ لینے کی ضرورت ہے جن میں قاری صاحب کی اصل مقصدی گفتگو درج ہوئی ہے۔ فرماتے ہیں۔

”اس وقت کے نازک حالات، حضرت والا کا وارنٹ، روپوشی، سرکاری دوشوں کا پیچھے پیچھے لگا رہنا، پھر حضرت والا کے ان جذبات و نظریات کا ماضی سے زیادہ مستقبل کیلئے ہوتا جو اس وقت اجراء مدرسہ کی روح اور آج ایک مستقل مکتب خیال اور ملت کی تاریخ بنے ہوئے ہیں جن کی رو سے یہ مدرسہ تعلیمی ہونے کے ساتھ ساتھ گویا اہل اللہ کی سیاست کا ایک مرکز بھی تھا۔ کچھ ایسی باتیں نہ تھیں گو کلیۃً پردہ خفا میں ہوں یا کم از کم بحیثیت مجموعی حکومت وقت کی نگاہوں سے بالکل اوجھل ہوں ایسی صورت میں حضرت والا کا بحیثیت بانی یا بحیثیت کسی ذمہ دار عہدیدار کے سامنے آنا بلاشبہ مدرسہ کو خطرات و مہالک کا شکار بنا سکتا تھا اور ابتداء ہی سے حکومت وقت کی نگاہیں اس پر کڑی ہو جاتی ہیں جس سے وہ حریت پرور مقاصد بروئے کار نہ آ سکتے تھے جن کیلئے یہ تاسیس عمل میں آئی تھی۔ ان حالات میں حضرت والا کا کسی رسمی ذمہ داری کی صورت میں سامنے نہ آنا اور سب کچھ ہونے کے باوجود کچھ بھی نہ ہونے کو نمایاں رکھنا ایک اچھی خاصی سیاسی مصلحت کی صورت ہو جاتی ہے۔“ (سوانح قاسمی حاشیہ ص ۲۳۶)

اس کے آگے بحث کے اس نکتہ پر کلام کرتے ہوئے کہ اگر ایسا تھا تو عام ممبران یا مختنین کی فہرست میں بھی حضرت (رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کا نام کیوں آیا؟ قاری صاحب مدظلہ نے تحریر فرمایا ہے کہ اتنی بات سے کسی عہدیدار نہ ذمہ داری کی صورت نہیں ظاہر ہوئی علاوہ ازیں اس فہرست میں ایسے حضرات کی اکثریت تھی۔ جو تارک الدنیا اور مسجد نشین بزرگ تھے جنہیں سیاست سے تو بجائے خود عام شہری معاملات سے بھی کوئی خاص لگاؤ نہ تھا اور یا ایسے بزرگوں کی

تھی جو گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پیشتر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی۔“ (ص ۲۳۷، ۲۳۶) بعد ازاں لکھتے ہیں۔

”اس پر بھی مخالفین مدرسہ نے حضرت ہی کے تعلق کو بنیاد قرار دے کر مدرسہ کو حکومت وقت کی نگاہوں میں مشتبہ کر دینے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتی حتیٰ کہ گورنمنٹ کو تحقیقات کرانی پڑی۔ اس وقت یہی حضرات آگے بڑھے اور اپنے سرکاری اعتماد کو سامنے رکھ کر مدرسہ کی صفائی پیش کی جو کارگر ہوئی ورنہ اگر شخصی طور پر عہدیدارانہ ذمہ داریوں کے ساتھ حضرت والا آگے ہوئے ہوتے تو ظاہر ہے کہ مدرسہ کی طرف سے ان بزرگوں کی صفائی اور یقین دہانی کارگر نہ ہو سکتی تھی۔“ (ص ۲۳۷)

یہ ہے حکیم الامت حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کے اس بیان کی اصلی صورت جسے ایک ”تہملکہ خیز دستاویز“ بنانے کیلئے معترض صاحب نے اس میں سے صرف وہ فقرے لے کر درج کر دیئے ہیں جن پر ہم نے خط کھینچ دیا ہے مگر کیا کوئی صاحب آدمیوں کی دنیا میں ایسے میں جو حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ کے بیان کی یہ اصل صورت دیکھنے کے بعد بھی اس بیان کی رو سے دارالعلوم دیوبند اور اس کے اصل ذمہ داروں کو انگریزوں سے نیاز مندانه اور ساز بازانه تعلقات رکھنے کا مرتکب کہنے کی ہمت فرما سکیں۔ ہم کن الفاظ میں اپنی اس تکلیف کا اظہار کریں کہ جناب معترض صاحب نے محض گروہ بندانہ بغض و عناد میں خدا ناستری کا یہ ریکارڈ قائم کر کے لوگوں کو یہ کہنے کا موقع دیا ہے کہ یہ عبا و قبا اور جبہ و دستار والے پیشوایان ملت و مذہب بھی کس گھٹیا درجہ تک کرتبی ہو سکتے ہیں؟ ہم کہہ چکے ہیں کہ دارالعلوم دیوبند اور جماعت دیوبند کا معاملہ انگریزوں کے سلسلے میں ایسا نہیں ہے کہ جس پر کوئی مدعی غبار اڑانے میں کامیاب ہو سکے۔ یہ چاند پر تھوکنہ اور سر پر خاک اڑانا ہے جس کا نتیجہ ازل سے ایک ہی رہا ہے۔ ایک پوری تاریخ کو جو ہزاروں افراد کے جہاد و پیکار، قید و بند مصائب و آلام اور جہد مسلسل کے واقعات سے بنی اور اس ملک کے چپہ چپہ پر ہی نہیں اس سے باہر بھی خون پسینے کی روشنائی سے لکھی گئی اور ۱۹۴۷ء تک تسلسل کے ساتھ لوگوں کی نظروں سے گزری۔ ایسی تاریخ کو ایک بریلوی معترض نہیں ہزار، دس ہزار معترضین بھی چاہیں تو اسے چھپا دینے یا منسوخ کر دینے پر قادر نہیں ہو سکتے، اس سے بھی آگے سن لیجئے۔

کہ اگر خود دیوبند والوں کی کسی کتاب میں بھی اس تاریخ کی عام شہرت کجخلاف کچھ لکھا ہوا ہے تو اس کی مدد لے کر بھی اس برحق شہرت کا تختہ الٹ پلٹ ڈالنے کی کوشش ایک دیوانگی کے سوا کچھ نہیں ہو سکتی۔ ارباب جہاد و پیکار کی تاریخ میں ایسے نازک وقت بھی آتے ہیں کہ دشمن کو دھوکہ دینے کیلئے اپنے اصلی کردار کو چھپانا پڑتا ہے اور صاف گفتاری کے بجائے مصلحت کی زبان اور قلم سے کام لینے کا تلخ گھونٹ پینا ضروری ہو جاتا ہے۔ اسے معترض صاحب جیسے لوگ نہیں سمجھ سکتے جن کے کنبے، قبیلے میں بھی کسی نے ان خادرا وادیوں کی سیر نہیں کی لیکن اس راہ کے تمام رہبر و ووں کی تاریخ میں ایسے اوراق کہیں نہ کہیں ضرور ملتے ہیں۔ ایسا ہی وہ ایک وقت تھا جب ۱۸۵۷ء کے جہاد کا پانسہ انگریزوں کے حق میں پلٹ جانے کے بعد، دیوبند کے بزرگوں نے دارالعلوم کے نام سے ایک نئے محاذ کی بنا ڈالی تو اس کے روح رواں حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہ نے اپنے آپ کو پیچھے رکھ کر ایسے لوگوں کو سامنے رکھا جن پر انگریز حکومت کو شک و شبہ کی نظر ڈالنی مشکل ہو۔ اسی طرح جب اسی نازک دور میں کچھ آگے چل کر بعض لوگوں نے ان بزرگوں میں سے کسی کے حالات سپرد قلم کئے تو اس وقت بھی ان کے قائم کئے ہوئے اداروں اور نئے ڈھنگ کے تنظیمی سلسلوں سے گورنمنٹ کی نظر ہٹائے رکھنے کیلئے مصلحت یہی تھی کہ ان کے جہاد و پیکار کے حالات انگریزوں کے خلاف ان کے سخت جذبات دھیمے اور ذومعنی الفاظ میں لکھے جائیں اور اس بات کو ان کتابوں کا ہر پڑھنے والا بخوبی سمجھ سکتا تھا۔ اسی لئے آج تک کسی کو یہ خط لاحق نہیں ہوا کہ ایسی عبارتوں کی بنیاد پر اصل حقیقی اور جیتی جاگتی تاریخ کے منہ آئے۔

۱۔ ان حضرات کیلئے جو الفاظ حکیم الامت حضرت مولانا محمد طیب صاحب دامت برکاتہم نے لکھے ہیں اور معترض صاحب نے نقل کئے ہیں وہ صرف یہی ہے کہ ”گورنمنٹ کے قدیم ملازم اور حال پیشتر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش نہ تھی۔“ ان الفاظ سے ”انگریزوں کے ساتھ

نیاز مندانه تعلقات اور رازدارانہ ساز باز“ کی بوکسی ایسے ہی شخص کو آسکتی ہے جس کے فسادیت نے اس کے تمام حاسدوں میں نہایت بدبودار فساد پیدا کر دیا ہو کیونکہ یہ جس وقت کی بات ہے یعنی اس ۱۸۵۷ء کے کچھ ہی بعد کی جس میں فتح یاب ہو کر انگریزوں نے سارے ملک میں مسلمانوں پر وہ قیامت توڑی تھی کہ رگ رگ سے خون بہتا تھا، ہر طرف پھانسیوں کی گرم بازاری تھی، اندھا دھند ہنگامہ دار و گیر پاتا تھا۔ گلی کوچوں میں کشتوں کے پستے لگ گئے تھے اور ہر مسلمان کے دل سے خون میں ڈوبی ہوئی آہیں مدتوں تک نکلتی رہی تھیں، ایسے میں کون بد نصیب مسلمان ہوگا جو ان ظالموں سے ”رازدارانہ ساز باز اور نیاز مندانه تعلقات“ رکھنے کا روادار ہو اور پھر وہ بھی وہ لوگ جو حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی نور اللہ مرقدہ جیسے مجاہدین ۵۷ء کے گرد جمع ہونے کا حوصلہ رکھتے ہوں۔ یہ وقت تو ایسا تھا کہ سرسید جیسا آدمی بھی جس نے مسلمانوں کو انگریزوں سے وفاداری کی عمدہ صبر تلقین کی ”اسباب بغاوت ہند“ لکھ کر ان ظالموں کے خلاف چیخ پڑنے پر مجبور ہوا۔ اس لئے ہم تو اس زمانہ میں مسلمانوں کے اندر کسی نیاز مند سرکار کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہاں بریلوی معترض صاحب کے اوپر والوں میں ایسے لوگ اس وقت بھی پائے گئے ہوں تو ان کا اسے بعید نہ سمجھنا ٹھیک ہے۔ جناب معترض صاحب میں اگر کچھ ہوش، گوش ابھی باقی رہ گیا ہو تو ہم انہیں پیرانا حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نصیحت یاد دلائیں گے کہ ہر جگہ گھوڑا دوڑانے کی نہیں ہوتی۔

نہ	ہر جائے	مرکب	تواں	ناختن
کہ	جاہا	پر با	ید	انداختن

وہ کہاں اس تاریخ جہاد و پیکار کی باتوں میں اپنی ہنسی اڑوانے داخل ہو گئے۔ ان کیلئے مذہبی فتنہ انگیزی اور گندم نمائی و جو فروشی کا میدان ہی بہت ہے، محبت رسول (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم) کے دعوے کر کے سچے محبوں کے خلاف لوگوں کو ورغلا کر دیں۔ نذر و نیاز اور عرس و میلاد کے حق میں نکتے تراش تراش کر عوام کو دام فریب میں پھنسا کر دیں۔ ان موضوعات پر کتابیں لکھیں جن پر عام پڑھے لکھے خود کوئی رائے قائم کرنے کی معلومات نہیں رکھتے۔ لیکن ان تاریخی باتوں میں قلم فرسائی تو اہل علم و دین ہی میں نہیں ان عام پڑھے لکھوں میں بھی ان کا مضحکہ بنوا دے گی۔

ہم	نیک	و	بد حضور	کو	سمجھائے	جاتے	ہیں
----	-----	---	---------	----	---------	------	-----

اعتراض ۱۲:

اسی سوانح قاسمی میں جس کے ایک حاشیہ پر اوپر کی گفتگو ہوئی، ایک واقعہ صاحب سوانح (حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ) کے مقام ولایت کے تذکرہ میں اس بات کی مثال کے طور پر درج ہوا ہے کہ اگر آپ اپنے مرتبہ کو بے حد چھپانے کا مزاج رکھتے تھے اور خاص کر باطنی قوت کا استعمال کبھی اپنی یا اپنے اہل خانہ و اقارب کی ضرورتوں میں بھی نہیں کرتے تھے مگر کبھی کسی بیچارہ غریب کا کام آپڑے تو پھر آپ کا حال دوسرا ہوتا تھا اور اس قوت کے استعمال میں کوئی تکلف نہ فرماتے، وہ واقعہ یہ ہے کہ

ایک دفعہ دیوبند سے نانوتہ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ آپ کا خاص حجام راہ میں آتا ہوا ملا، جو آپ ہی کے پاس جا رہا تھا اس نے ضرورت عرض کی کہ تھانہ دار نانوتہ نے ایک عورت کے بھگانے کا جرم مجھ پر لگا کر چالان کا حکم دیا ہے، میں بالکل بے خطا ہوں خدا کے واسطے مجھے بچائیے۔“ اس کے بعد راوی کا بیان ہے کہ آپ نے نانوتہ پہنچ کر مسجد میں بیٹھتے ہی ”مجھ سے فرمایا کہ منشی محمد یلین کو بلاؤ“ جو آپ کے خاص کارپرداز تھے، ان منشی محمد یلین صاحب کے آتے ہی عجیب شان جلالی سے فرمایا کہ اس غریب حجام کو تھانہ دار نے بے قصور پکڑا ہے تم اس سے کہہ دو کہ یہ (حجام) ہمارا آدمی ہے اس کو چھوڑ دو ورنہ تم بھی نہ بچو گے، اس کے ہاتھ میں جھکڑی ڈالو گے تو تمہارے ہاتھ میں جھکڑی پڑے گی۔

منشی محمد یلین صاحب تھانہ دار کے پاس پہنچے اور حضرت کا ارشاد سنایا جس پر اس نے گھبرا کر کہا۔ ”اب کیا ہو سکتا ہے روز نامہ میں اس کا نام لکھ دیا گیا

ہے۔“

یہ بات حضرت تک پہنچی تو منشی محمد یلین صاحب کو پھر یہ حکم دے کر واپس فرمایا کہ ”جا کر کہہ دو کہ اس کا نام روزنامے سے نکال دو۔“
اس پر وہ غریب بہت پریشانی میں پڑ کر خود حضرت کی خدمت میں یہ کہنے کیلئے حاضر ہوا کہ
”حضرت نام نکالنا بڑا جرم ہے اگر نام اس (حجام) کا نکالا تو میری نوکری جاتی رہے گی۔“

آپ نے فرمایا:

”اس کا نام (روزنامے سے) کاٹ دو تمہاری نوکری نہیں جائے گی۔“

آگے راوی کا کہنا ہے کہ

اس حکام کو اس نے چھوڑ دیا اور برابر تھانیدار ہی رہا۔ (سوانح قاسمی جلد اول ص ۳۲۲ تا ۳۳۰)

اس واقعہ کا حوالہ دے کر معترض صاحب فرماتے ہیں کہ

”مولوی قاسم صاحب نانوتوی اگر انگریزی حکومت کے باغیوں میں تھے تو پولیس کا محکمہ اس قدر ان کے تابع فرمان کیوں تھا؟؟؟“

جواب

یوں تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے تابع فرمان تھے! اور جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے ”تابع فرمان“ ہو جاتے ہیں ان کی یہی شان ہوتی ہے! من کان للہ کان اللہ
لہ (جو اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے) کیا یہ مشہور حدیث بھی معترض صاحب نے نہیں پڑھی؟ اور وہیں حاشیہ میں جہاں حضرت نانوتوی
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے متعلق یہ حکایت درج ہے۔ مصنف (مولانا گیلانی علیہ الرحمۃ) نے بخاری شریف کی ایک روایت کا جو ترجمہ درج کیا ہے وہ بھی
معترض صاحب کی نظر سے بالاتر ہی رہا؟

”بندہ جب اپنے خالق کا محبوب بن جاتا ہے تو ارشادِ بانی ہے کہ میں اس کی بینائی ہو جاتا ہوں جس سے دیکھتا ہے، اس کی شنوائی ہو جاتا ہوں جس سے
سنتا ہے، اس کے ہاتھ ہو جاتا ہوں جن سے پکڑتا ہے، اس کے پاؤں ہو جاتا ہوں جس سے چلتا ہے۔“ (ج ۱ ص ۳۲۳)

رہ رہ کر خیال آتا ہے کہ کس درجے کے سیدھے اور بے خبر لوگوں کا طبقہ ان علماء کرام کے ہاتھ لگا ہے کہ اونڈھی سے اونڈھی بات کہتے اور لکھتے ہوئے
بھی انہیں ڈر نہیں ہوتا کہ کوئی اس پر ہنس دے گا۔ بھلا کوئی تک ہوئی کہ قصبہ کے تھانیدار نے ایک بات مان لی تو اس سے انگریزوں سے ساز باز ثابت ہوگئی!
ٹھیک ہے کہ تم تو ان بزرگوں کو اپنی کم نصیبی سے صاحب ولایت نہیں مان سکتے لیکن اس کے ماننے میں بھی کوئی دقت ہے کہ یہ تھانیدار جو اسی قصبہ کا تھانیدار تھا
انہیں خدا رسیدہ بزرگ مانتا ہو۔۔۔۔۔؟ یا اس علاقہ میں جو ان کی وجاہت تھی محض اس کا لحاظ کرنے پر ہی مجبور ہو۔۔۔۔۔؟

ان میں سے کون سی بات ایسی ہے جو نہیں ہو سکتی۔۔۔۔۔؟ جبکہ اس کے برعکس ”اوپر کے حکام“ (اور وہ بھی ”مرکزی“ حکام) سے ”ساز باز“ والے
تعلقات کا علم ایک ہندوستانی تھانیدار سے ہونے کی بات کسی تھوڑی سی عقل والے کی بھی سمجھ نہیں آ سکتی۔ کھلے تعلقات ہوں تو ضرور ایک تھانیدار بے چارہ
بھی واقف ہو سکتا ہے مگر ڈھکے چھپے اور ساز باز والے تعلقات ہوں تو اس کی خبر اس بے چارہ کے فرشتوں کو بھی ہونے سے رہی مگر وہ رے معترض صاحب!
یہ سیدھی سیدھی باتیں پشت ڈال کر چلے ہیں کہ اسے ”انگریزوں کے خلاف دیوبندی اکابر کے افسانہ جہاد و بغاوت کی پوری بساط الٹ دینے والی سنسنی خیز
کہانی“ بنا کے چھوڑیں گے!۔

حالانکہ جہاں تک آپ کے مریدوں اور معتقدوں کا سوال ہے ان کیلئے تو کسی کہانی کی بھی ضرورت نہیں۔ صرف آپ فرما دیجئے کہ دیوبندی جو کچھ جہاد و
بغاوت کی باتیں کرتے ہیں سب افسانہ ہیں۔ وہ بیچارے مان لیں گے لیکن جنہیں دلیل و ثبوت کی ضرورت ہے وہ آپ کی اس سستی ”سنسنی خیز“ پر ہنس

دیں گے کہ کیا دو آنے والا جاپانی طے پانچہ معترض صاحب شیروں کا شکار کرنے کیلئے لائے ہیں؟ ایک طرف جیتی جاگتی اور (غلو پسند بریلویوں کو چھوڑ کر) مسلم و غیر مسلم سب کی مانی ہوئی حقیقت اور دوسری طرف یہ تھانیدار کی کہانی! ہائے ری کم سواری! اور ہائے ری کج ادائی!! اگر ان معترض صاحب کو اس معاملے میں مسٹر اوک کہا جائے تو بالکل موزوں ہوگا، انہی کی طرح ایک مسٹر اوک ہندوستان میں ہیں جو روز مضامین لکھتے کہ ”تاج محل“ مغل بادشاہ نے نہیں ہندوؤں نے بنوایا تھا۔ لال قلعہ اس بادشاہ کا بنوایا ہوا نہیں تھا۔ قطب کی لاٹ بھی مسلمانوں کا کارنامہ نہیں ہے۔ وغیرہ ذالک من الہفوات۔

اعتراض ۱۳

سوانح قاسمی جلد دوم سیا یک عبارت لے کر سوال فرمایا گیا ہے کہ ”جب حضرت خضر کی صورت میں نصرت حق انگریزی فوج کے ساتھ تھی تو ان باغیوں کیلئے کیا حکم ہے جو حضرت خضر کے مقابلہ میں لڑنے آئے تھے؟ کیا اب بھی انہیں غازی اور مجاہد کہا جاسکتا ہے۔“

جواب:

سوانح قاسمی کی وہ عبارت ایک روایت کے ذیل میں ہے، روایت کے راوی ہیں نواب صدر یار جنگ مولانا حبیب الرحمن صاحب شیروانی اور جن کے بارے میں روایت ہے وہ ہیں حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یعنی نہ یہ خاص معنی میں دیوبندی اور نہ وہی دیوبندی، تعلق دونوں بزرگوں کو دیوبند کے بزرگوں سے بھی تھا اور دیوبند کے بزرگوں کو ان دونوں سے بلکہ حضرت گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بعض بزرگان دیوبند کا ارادتمندانہ تعلق رہا ہے اور ان کے مزار کو بریلی والے بھی مانتے ہیں۔ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو، مگر دیوبندیوں پر وار کرنے کے جنون میں جیسے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پر ہاتھ صاف کئے گئے ویسے ہی حضرت گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی اس جنون کی زد سے نہیں بچ پائے۔ ان کے متعلق سوانح قاسمی کے مصنف مولانا گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ایک روایت نواب صدر یار جنگ کے حوالے سے یہ درج کی ہے کہ

”۱۸۵۷ء میں انگریزوں کے مقابلے میں جو لوگ لڑ رہے تھے ان میں حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بھی تھے، اچانک ایک دن مولانا کو دیکھا گیا کہ بھاگے جا رہے ہیں اور کسی چوہدری کا نام لے کر جو باغیوں کی فوج کی افسری کر رہے تھے، کہتے جاتے تھے کہ لڑنے سے کیا فائدہ؟ خضر کو تو میں انگریزوں کی صف میں پارہا ہوں۔“

دوسری ایک روایت اسی سلسلے میں انہی راوی نے مولانا گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے بیان فرمائی کہ ”غدر کے بعد جب گنج مراد آبادی کی ویران مسجد میں حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب جا کر مقیم ہوئے تو اتفاقاً اسی راستے سے جس کے کنارے مسجد ہے، انگریزی فوج گزر رہی ہے۔ مولانا مسجد سے دیکھ رہے تھے اچانک مسجد کی سیڑھیوں سے اتر کر دیکھا گیا کہ انگریزی فوج کے ایک سائیس سے باتیں کر کے پھر مسجد واپس آ گئے۔“ اس کے آگے راوی (نواب صدر یار جنگ) کا بیان ہے کہ

”اب یاد نہیں رہا، پوچھنے پر یا از خود فرمانے لگے کہ سائیس جس سے میں نے گفتگو کی تھی یہ خضر تھے۔ میں نے پوچھا یہ کیا حال ہے؟ تو جواب میں کہا حکم یہی ہوا ہے۔“

اس کے بعد مولانا گیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لکھا ہے۔

”یہ روایت نواب صاحب سے سنی ہوئی ہے، باقی خود خضر کا مطلب کیا ہے۔؟ حضرت ”حق“ کی مثالی شکل تھی جو اس نام سے ظاہر ہوتی ہے، تفصیل کیلئے حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کی کتابیں پڑھیے گویا جو کچھ دکھایا جا رہا تھا (یعنی انگریزوں کا

غلبہ) ”اسی کے باطنی پہلو کا یہ مکاشفہ تھا“

(حاشیہ سوانح قاسم ج ۲ ص ۱۰۳)

اس پر معترض سعیدی صاحب وہ معترضانہ سوال فرماتے ہیں کہ جس کا ذکر پہلے کر دیا گیا کہ پھر ”ان باغیوں کیلئے کیا حکم ہے جو حضرت خضرؑ سے لڑنے آئے تھے؟ ان کا حکم۔۔۔۔۔؟ ان کا حکم وہی ہے جو ان حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے جناب ارشاد فرمائیں گے جو حضرت خضر علیہ السلام سے (باوجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر ان کا علم لدنی دیکھنے ان کے پاس گئے تھے) ان کے ہر فعل پر لڑ جاتے تھے اور بالآخر ان سے جدائی پر مجبور ہو گئے! پتہ نہیں قرآن میں بیان کیا گیا یہ قصہ آپ کو معلوم بھی ہے یا نہیں؟

یہ جواب تو ہوا معترض صاحب کے سوال کی معقولیت و نامعقولیت کو ناپے بغیر لیکن اس نظر سے جانچنے کے بعد خود آپ سے پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اس روایت میں حضرت شاہ فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علاوہ کسی اور کیلئے بھی لکھا ہے کہ اسے خضرؑ نظر آئے۔۔۔؟ حضرت شاہ صاحب کو نظر آئے تھے وہ میدان سے ہٹ گئے۔ دوسروں کو نظر آنے کا جب کوئی ذکر نہیں تو اس اعتراض کا کیا تک کہ وہ حضرت خضرؑ سے لڑ رہے تھے۔ اس ضمن ایک دلچسپ بات یہ بھی محسوس ہوتی ہے کہ سوانح قاسمی میں اس روایت کے ذکر سے معترض نے حقیقی نیی سمجھ لیا کہ یہ شاہ فضل الرحمن صاحب بھی حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ وغیرہ کے دوش بدوش دوآبہ کے علاقے میں انگریزوں سے لڑ رہے تھے۔ چنانچہ سوال کرنا چاہئے کہ جب ان کے ایک ساتھی بزرگ نے یہ اطلاع انہیں دے دی تھی پھر کیوں وہ انگریزوں سے لڑتے رہے؟ بے چارے معترض صاحب کو یہ پتہ نہیں کہ شاہ فضل الرحمن صاحب اودھ میں تھے اور اودھ دوآبہ سے کافی دور ہے۔

خیر یہ دلچسپ بات تو اپنی جگہ، ذرا دوسرا سوال کرنے دیجئے کہ حضرت یہ آپ نے کہاں پڑھا ہے کہ اگر کسی دشمن فوج کے متعلق کسی بزرگ کا یہ مکاشفہ معلوم ہو جائے کہ حضرت خضرؑ کی شکل یا کسی دوسری شکل مشیت خداوندی اس دشمن فوج کے ساتھ ہے تو مقابلہ میں لڑنے والے مسلمانوں کو ہتھیار پھینک کر ضرور میدان سے ہٹ جانا چاہئے ورنہ وہ بجائے غازی اور مجاہد کے گنہگار ہوں گے؟

آپ نے کہیں کچھ پڑھا بھی ہے یا یوں ہی نام ”محمد فاضل“ ہو گیا؟ علامہ صاحب! کسی بھی بزرگ کا مکاشفہ کسی دوسرے پر حجت نہیں، یہ صرف پیغمبروں کا مرتبہ ہے کہ ان کا مکاشفہ بھی وحی کے ہم مرتبہ اور حجت!

اور چلئے سب باتیں آپ ہی کی ٹھیک! خدا آپ کے جنون اعتراض کو عمر دراز دے اسے صدقے میں ایک جگہ تو آپ نے مان لیا کہ یہ دیوبند کے بزرگ انگریزوں سے لڑے تھے، حق اسی طرح سر چڑھ کر بولا کرتا ہے اور اس لئے اب اپنی زبان کے مطابق خود آپ کے اپنے ”سر پہ چڑھ کر آواز دینے والے“ اس سوال کا جواب ارشاد فرمائیے کہ آپ جو ان بزرگوں کی انگریزوں سے جنگ و جہاد کو اب تک ”افسانہ“ ٹھہراتے آرہے ہیں وہ سب آپ کا جھوٹا اور جعل تھا یا نہیں؟

اس کے بعد ایک بات جو اوپر اشارہ میں آئی ہے عوام کیلئے ذرا کھول کر کہہ دینا چاہئے کہ مسلمانوں کا غلبہ ہو یا ان کے دشمنوں کا غلبہ سب خدا ہی کے اور اس کے اذن و مشیت سے ہوتا ہے۔ انگریزوں کا غلبہ ۱۸۵۷ء میں بلاشبہ اسی اصول کے ماتحت ہوا اور اسی مشیتی اور تکیوینی تائید و نصرت کو صاحب کشف بزرگ صورت خضر وغیرہ میں دیکھا کرتے ہیں۔ اس کے ظاہر کر دینے کا نام کوئی ”دشمنان اسلام کی بارگاہ میں نیاز مندی“ رکھے جیسا کہ معترض صاحب نے کیا ہے تو یہ محض جہالت ہے یا خدا سے بے خوف ہو کر ابلہ فریبی۔

اعتراض ۱۴: سیرت سید احمد شہید ص ۹۰ ج ۱ میں ہے کہ انگریز گھوڑے پر سوار چند پاکیزوں میں کھانا لیکر آیا۔

جواب: بریلوی اگر پوری عبارت ہی نقل کر دیتے تو کسی بھی صاحب فہم کو کوئی مغالطہ نہ ہوتا پوری عبارت یہ ہے:

ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پاکیزوں پر کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں؟ حضرت نے کشتی پر سے جواب دیا کہ میں یہاں ہوں انگریز گھوڑے سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لیکر کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کی آمد کی اطلاع کریں آج انھوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت آج قافلے کے ساتھ تمہارے مکان کے قریب پہنچیں یہ اطلاع پا کر غروب آفتاب تک کھانے کی تیاری میں مشغول رہا تیار کرانے کے بعد لایا ہوں سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے کھانا لے کر قافلے میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹے رہ کر چلا گیا۔ تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ انگریز کمپنی کے ملازمین میں سے نہیں تھا بلکہ نیل کا ایک تاجر تھا۔ ﴿مخزن احمدی ص ۶۶، ۶۷ سیرت احمد شہید حصہ اول ص ۲۳ طبع چہارم، خواجہ بک ڈپوار دو بازار لاہور﴾

یہ واقعہ اس دور کا ہے جب کہ حضرت سید صاحب اور ان کے مجاہد ساتھی قصبہ دھمد مہ سے آلہ آباد کی طرف روانہ ہوئے اور سکھوں کے مقابلے کیلئے سرحد پہنچنا چاہتے تھے مگر ابھی تک سکھوں سے جہاد شروع نہیں ہوا تھا اور حضرت سید صاحب کی جماعت ایک اصلاحی اور تبلیغی جماعت تھی جو توحید و سنت کی نشر و اشاعت اور شرک و بدعت اور بد رسوم کی تیغ کشی میں مصروف تھی اس انگریز نے عالم اور مصلح ہونے کی وجہ سے حضرت سید صاحب کو اپنی اصطلاح میں پادری سے تعبیر کیا اور کھانا بھی کمپنی کے کسی انگریز ملازم نے تیار نہیں کرایا تھا بلکہ وہ نیل کا ایک تاجر تھا اس سے یہ ثابت کرنا کہ اس جماعت کا انگریزوں کے حکمران طبقہ سے ملاپ تھا یا جماعت انگریز کمپنی کے خلاف نہ تھی قطعاً غلط ہے۔

آنحضرت ﷺ اور آپ کے چند صحابہ کرامؓ خیر کے غزوے سے متصل بعد ایک یہودی عورت کی دعوت قبول کی تھی جس میں اس نے زہر ڈالا تھا جس کا آپ ﷺ پر بھی اثر ہوا (بخاری ج ۱ ص ۳۵۶، ج ۲ ص ۶۱۰)

اور حضرت بشر بن براء بن معرور اس زہر کی وجہ سے جانبر نہ ہو سکے (ابوداؤد ج ۲ ص ۲۶۳)

کیا کوئی مسلمان یہ جرات کر سکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ آپ ﷺ کا یہودیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ تھا اسلئے ان کی دعوت قبول کی تھی۔؟۔ بخاری ج ۱ ص ۳۵۶ میں مستقل باب ہے ”باب قبول الہدیۃ من المشرکین“ یعنی مشرکین کا ہدیہ قبول کرنا اور پھر مرفوع احادیث اس کے ثبوت میں پیش کی ہیں۔ کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ معاذ اللہ کہ آپ ﷺ کی ہدیہ قبول کرنے کی وجہ سے مشرکوں سے ساز باز تھی۔؟۔

آثار سحر کے ہیں اب رات کا جادو ٹوٹ چکا

ظلمت کے بھیانک ہاتھوں سے تنویر کا دامن چھوٹ چکا

الحمد لله الذي هدانا لهذا وما كنا لنهتدي لولا ان هدانا الله.

ادارے کا کسی مضمون نگار کے مضمون سے متفق ہونا ضروری نہیں

مناظر اسلام وکیل احناف حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ

حافظ سعد

حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ کی پیدائش مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۳۴ کو بیکانیر، ضلع گنگا نگر (جواب بھارت کا حصہ ہے) میں ہوئی، آپ رحمہ اللہ کی پیدائش اور علمی محققانہ طرز زندگی حضرت مولانا سید شمس الحق رحمہ اللہ (فاضل دارالعلوم دیوبند) کی دعاؤں کا ثمرہ ہے اور انہوں نے ہی حضرت کا نام محمد امین تجویز فرمایا تھا اور بڑے پیار سے سر پر ہاتھ پھیر کر آپ رحمہ اللہ کے والد محترم ولی محمد سے فرمایا: "یہ لڑکا مولوی بنے گا، مناظر بنے گا!" چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت سید صاحب رحمہ اللہ کی دعاء قبول فرماتے ہوئے آخر کار حضرت کو مناظر اسلام، محقق حنفیت، وکیل اہل سنت والجماعت مولانا محمد امین صفدر بنا دیا۔

تحقیق و تحریر میں حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ چونکہ امام اہل سنت والجماعت پیر طریقت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ سے متاثر تھے، اس لیے صفدر کہلاتے ہوئے ان کی جانب نسبت ظاہر فرماتے تھے اور یہ ایک حقیقت ہے کہ وطن عزیز پاکستان میں تاحال دو ہی صفدر گزر رہے ہیں، تقریر میں حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی اور تحریر میں حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ۔

حضرت اوکاڑوی نے ابتدائی تعلیم اپنے آبائی گاؤں میں ہی حاصل کی، وہاں چونکہ اہل حق دیوبندی مکتبہ فکر کا کوئی مدرسہ تھا نہ مسجد، اس لیے عقیدہ توحید سے مناسبت کی وجہ سے ان کے والد محترم نے انہیں غیر مقلدین کی مسجد میں تعلیم کیلئے حافظ محمد رمضان کے سپرد کر دیا، بعد ازاں مولانا عبد الجبار کنڈیلوی سے کچھ درسی کتب پڑھیں، جس کے نتیجے میں کافی عرصہ تک احناف کے خلاف سرگرم عمل رہے۔ پاکستان بننے کے بعد اپنے والدین کے ہمراہ ضلع اوکاڑہ کے چک نمبر ۱-۵۵/۲ تشریف لے آئے اور مستقل طور پر یہاں سکونت اختیار کر لی۔

۱۹۵۳ میں حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ تعالیٰ کے شاگرد رشید حضرت مولانا محمد عبدالحنان رحمہ اللہ (فاضل دیوبند) اور حضرت مولانا عبد القدیر (فاضل دیوبند) جب اوکاڑہ تشریف لائے تو آپ رحمہ اللہ کے استاذ مولانا عبد الجبار کنڈیلوی نے حضرت اوکاڑوی کو ان سے بحث و مباحثہ کرنے کیلئے بھیج دیا۔ ان سے بحث میں نہ صرف کہ حضرت اوکاڑوی ہار بیٹھے بلکہ ان کی ناصحانہ باتوں کے اثر سے، غیر مقلدی برین واشنگ بھی اتر گئی اور یوں وہ اپنے مسلک سے تائب ہو کر اہل السنۃ والجماعۃ احناف میں شامل ہو گئے اس بارے میں حضرت اوکاڑوی کا اپنا مضمون "میں حنفی کیسے بنا؟" مطبوعہ مجموعہ رسائل صفدری، نہ صرف انتہائی دلچسپ ہے بلکہ قابل دید ہے۔

حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پوری رحمہ اللہ کی تلقین سے آپ شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت ہوئے اور حضرت لاہوری کی خصوصی توجہات کا مرکز بنے۔ والدین کی تربیت، طبعی نفاست پسندی اور سب سے بڑھ کر حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی شفقت و محبت اور خصوصی تعلق نے آپ کی روحانیت میں نہ صرف یہ کہ نکھار ہی پیدا کر دیا تھا بلکہ حنفیت کے میدان میں ایسا سکھ جمایا کہ تاحال مسلک حنفیہ کی ترویج و اشاعت اور تحفظ و خدمت کے میدان میں آپ کا ثانی نہیں ہے۔

آپ کے روز و شب خدمت دین حنیف میں گزرتے۔ کثرت درود و اتباع سنت کی وجہ سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بحظ وافر نصیب ہوا تھا، چنانچہ ایک دفعہ حضرت اوکاڑوی نے خود فرمایا کہ حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی دعاؤں اور کثرت درود اور اللہ تعالیٰ کے محض فضل و کرم سے مجھے خواب میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی تو میں نے دربار نبوی میں عرض کیا کہ حضور! میں مسائل یاد کرتا ہوں، احادیث پڑھتا ہوں، آپ کی ہدایات کو یاد کر کے عمل پیرا ہونے کی کوشش کرتا ہوں مگر یاد نہیں رہتیں! تو ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن میرے ہونٹوں پر لگاتے ہوئے فرمایا کہ "انشاء اللہ اب ایسا نہیں ہوگا۔"

حضرت مولانا اوکاڑوی رحمہ اللہ بعض حالات کی وجہ سے مجبوراً پرائمری اسکول میں ٹیچر ہوئے تاہم یہ ان کا اصل مشغلہ نہیں تھا۔ الحمد للہ اسکول سے فراغت کے بعد وہ باقی وقت عربی و فارسی دینی کتب کا مطالعہ اور تبلیغ دین میں مصروف رہتے چنانچہ آپ نے اپنے گاؤں میں دو مرتبہ مکمل قرآن حکیم کا درس بھی دیا، حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی دعاؤں اور توجہات نے حضرت اوکاڑوی رحمہ اللہ کو دین حنیف کا سپاہی بنا دیا۔ فرق باطلہ... خصوصاً مرزائیوں اور عیسائیوں و روافض اور منکرین فقہ کے ساتھ کراچی سے خیبر تک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً ایک سو سے زائد مناظرے کئے جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اوکاڑوی کو ہر جگہ سرخرو کیا جس سے ہزاروں لوگ اہل باطل کے دام فریب سے نکلنے میں نہ صرف کامیاب ہی ہوئے بلکہ حضرت نے تعمیری تنقید کا ایک نیا اسلوب متعارف کروا کر معاشرے کو تقریب پسند اور تفرقہ باز جماعتوں کے گھناؤنے اثرات سے پاک کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

مدارس عربیہ، علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت کے مراکز اور اسلام کا قلعہ ہونے کے ساتھ ساتھ دین حنیف کو یلغار باطل سے محفوظ رکھنے کیلئے ڈھال کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ رحمہ اللہ کو مدارس دینیہ کے اجراء، سرپرستی اور تعاون کا ذوق اپنے اکابر سے ورثہ میں ملا تھا، آپ نے اپنے گاؤں میں ذاتی زمین پر ایک مکتب قرآنی تعمیر کروایا، خود حضرت مولانا مفتی احمد الرحمن صاحب کے حکم پر اسکول کی نوکری چھوڑ کر ایک طویل عرصہ تک جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ سید محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیتے رہے، ان کے وصال کے بعد جامعہ خیر المدارس ملتان کے رئیس حضرت مولانا قاری محمد حنیف صاحب جالندھری دامت براتہم کے بار بار اصرار پر ملتان تشریف لے گئے اور تاحیات جامعہ خیر المدارس ملتان میں شعبہ تخصص فی الدعوة والاشراد کے رئیس رہے۔ علاوہ ازیں شعبان و رمضان کی سالانہ چھٹیوں میں ملک و بیرون ملک دیگر مدارس اسلامیہ میں دورہ پڑھانے اور وقتاً فوقتاً مناظروں اور جلسوں سے خطاب کے لیے تشریف لے جاتے۔

حضرت اوکاڑوی اصول و فروع میں اپنے اکابر علماء دیوبند پر اعتماد کو اس دور پر فتن میں ہر فتنہ کا علاج سمجھتے ہوئے ہمیشہ اس کی اہمیت و افادیت بیان فرماتے۔ اگرچہ تعمیری تنقید اور خفیت کی تحقیق میں وہ مجتہدانہ شان کے مالک تھے تاہم عجز و انکسار کا پیکر مجسم تھے اور اپنی زندگی کے آخری دور میں امام اہل السنّت، شیخ الحدیث مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ (گوجرانوالہ) کی تحقیقات اور علمی کاوشوں سے بڑی حد تک متاثر تھے۔ ان سے آپ رحمہ اللہ کا بڑا گہرا روحانی تعلق بھی تھا۔ مولانا اوکاڑوی اس دور کے نزاعی مسائل میں اکابر کی تحقیق کو حرف آخر سمجھتے اور تحقیق کے نام پر اس سے انحراف کو انتہائی بری نظر سے دیکھتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے پوچھا: "امین صاحب! کبھی

جناب نے سوچا بھی ہے کہ اتنا بڑا منصب (کہ جناب بڑے بڑے علماء کرام و مفتیان عظام کے استاذ بنے بیٹھے ہیں) آپ کو کس وجہ سے ملا؟" تو بر ملا ارشاد فرمایا: "حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی دعاؤں، حضرت مولانا سرفراز خان صفدر کی شفقت، اپنے اکابر پر اعتماد اور علماء کرام کی محبت سے!"

آپ نے ماہنامہ بینات کراچی، ماہنامہ الحفہ جام پور، ماہنامہ الخیر ملتان وغیرہ میں خفیت کی ترویج و اشاعت و تحفظ میں بے شمار مضامین لکھے اور بہت سی کتب بھی تصنیف فرمائیں جن کو اکابر و صاغر قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور رہتی دنیا تک علماء و طلبہ ان سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

آپ نے نہایت بے تکلف اور سادہ زندگی گزاری، حتیٰ کہ تقریروں اور مناظروں میں بھی بات کرنے کا انداز بالکل سادہ مگر محققانہ تھا۔ کھانے پینے، لباس، نشست و برخاست میں بھی کسی تکلف و امتیاز کے روادار نہ تھے۔

نقاہت اور بیماری کے آثار ایک طویل عرصہ سے نمایاں تھے، علاج جاری تھا کہ ۳ شعبان المعظم ۱۴۲۱ھ بمطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۰ء کو طبیعت زیادہ خراب ہو گئی اور منگل اور بدھ کی درمیانی شب رات نوبے کے قریب اپنے آبائی گاؤں (اور کاڑہ) میں دین حنیف کے عالمی ترجمان نے اپنی جان جان آفرین کے سپرد کر دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ماہنامہ اہلحق اب آن لائن پڑھئے

ماہنامہ اہلحق اللہ کی نصرت اور آپ ساتھیوں کی محبت، اور ماہنامہ کی مینجمنٹ ٹیم کی انتھک کوششوں کی وجہ سے الحمد للہ کامیابی کے منازل تیزی سے طے کر رہا ہے۔ جب ماہنامہ کا پہلا شمارہ آیا تو وہ صرف پی ڈی ایف فارمیٹ میں تھا جس کو صرف ڈاؤن لوڈ کر کے ہی پڑھا جاسکتا تھا۔ بہت سے ساتھیوں کا اصرار تھا کہ ماہنامہ کو آن لائن یعنی ڈاؤن لوڈ کیے بغیر پڑھنے کی سہولت بھی فراہم کی جائے۔ تاکہ جن حضرات کا نیٹ سست ہے یا جو ایسے حضرات ہیں جن کو انٹرنیٹ کے بارے میں زیادہ معلومات نہیں وہ بھی اس کو آسانی سے پڑھ سکیں۔ اس بات کے پیش نظر الحمد للہ ماہنامہ اہلحق کے لیے باقاعدہ ویب سائٹ کا اجراء کر دیا گیا ہے۔ اس ویب سائٹ پر آپ ماہنامہ اہلحق کا تازہ شمارہ اور گزشتہ شمارے آن لائن پڑھ سکتے ہیں۔ نیز شمارے ڈاؤن لوڈ

کرنے کے لئے بھی دستیاب ہیں

ویب سائٹ کا ایڈریس روج ذیل ہے

www.haqulmubeen.com

شیعہ کے عقائد و نظریات

مولانا حافظ محمد خان صاحب

شیعہ مذہب اسلام کے مقابل اور مخالف ایک مستقل جھوٹا اور من گھڑت مذہب ہے، اور جتنا جھوٹ اور جہالت شیعہ مذہب میں موجود ہے دنیا میں اور کہیں بھی آپ کو نہیں ملے گا، اور شیعہ مذہب کی مستند کتب پڑھنے کے بعد واضح ہو جاتا ہے کہ جھوٹ، جہالت، حماقت، دجل و فریب، اور کفر و شرک و ضلال کی تمام اقسام کامل طور پر اس مذہب میں موجود ہیں، اور شیعہ مذہب قبول کرنے والے لوگ انسانیت کے نام پر ایک عار و عیب ہیں، عقل و فہم میں مشرکین عرب سے بھی زیادہ گرے ہوئے ہیں کیونکہ مشرکین عرب کے شرک و ضلال کی حالت قرآن بیان کرتا ہے کہ وہ اپنے ہاتھ کے بنائے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے تھے، مشرکین عرب کا بتوں کی عبادت کرنا کفر و شرک ہے لیکن عقل و فہم کے اعتبار شیعہ سے وہ بھی اچھے تھے کہ کم از کم وہ بت ان کے سامنے موجود تو ہوتے تھے جب کہ اس کے بالمقابل شیعہ لوگ ایک غائب اور معدوم چیز کی عبادت کرتے ہیں، اس چیز کو پوجتے اور پکارتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی نہیں کیا اور وہ ننگا امام غائب ہے جس کے پاس شیعہ کا اصل دین موجود ہے۔

میرے محترم بھائیو شیعہ مذہب اتنا غلیظ و ناپاک ہے کہ اس کے پڑھنے کو بھی ایک صاحب ایمان کا دل نہیں کرتا لیکن بغرض عبرت شیعہ مذہب کی مستند کتب کے چند حوالے ذکر کروں گا تا کہ آپ کو شیعہ مذہب کی خباثت و ضلالت و ہلاکت کا مزید علم ہو جائے۔

شیعہ کس کی عبادت کرتے ہیں؟

شیعہ کا ایک بڑا اور مشہور عالم نعمت اللہ الجزائری اپنی کتاب النوار النعمانیۃ (الجزء الثالث ص 278) پر لکھتا ہے کہ ہم اہل سنت کے ساتھ الہ، اور نبی، اور امام کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے، کیونکہ اہل سنت کہتے ہیں کہ ہمارا رب وہ ہے جس کا نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اس کا خلیفہ اس کے بعد ابوبکر ہے، ہم نہ اس رب کو مانتے ہیں اور نہ اس نبی کو بلکہ ہم کہتے ہیں کہ وہ رب جس کے نبی کا خلیفہ ابوبکر ہے وہ ہمارا رب نہیں اور وہ نبی ہمارا نبی نہیں ہے۔

اسی طرح شیعہ کا حجتہ اللہ خمینی ملعون اپنی کتاب (کشف الاسرار) میں لکھتا ہے کہ ہم اس خدا کی پرستش کرتے ہیں جس کے کام پختہ عقل پر مبنی ہوں اور عقل کے خلاف فیصلے نہ کرے ہم ایسے خدا کو نہیں مانتے جو خدا پرستی انصاف اور دین داری کی ایک مضبوط و بلند عمارت بنائے اور خود ہی اپنے ہاتھ سے اس کو برباد کر دے اور یزید، معاویہ، اور عثمان اور ان جیسے بد معاش لوگوں کو امیر بنا دے (نعوذ باللہ) ابو جعفر القمی اپنی کتاب (علل الشرائع الجزء الاول ص 196) پر لکھتا ہے کہ قیامت کے دن علی بن ابوطالب جس کو چاہے گا جنت میں داخل کرے گا اور جس کو چاہے گا جہنم میں داخل کرے گا۔

شیعہ مذہب میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سجدے کرنا واجب ہے اور سجدوں میں سومرتبہ (یا مولاتی یا فاطمۃ اغیثنی)

کہنا واجب ہے۔ بحوالہ انوار الزہراء ص ۴۵۔

شیعہ مذہب کے پیروکار صرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقی صاحبزادی تسلیم کرتے ہیں باقی تین صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور ام کلثوم اور زینب رضی اللہ عنہما اجمعین کے متعلق شیعہ یہ عقیدہ ہے کہ یہ تین صاحبزادیاں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت رقیہ و ام کلثوم سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں، اور شیعہ کا یہ نظریہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس پر کتنا بڑا حملہ ہے۔ ملاحظہ ہو دائرۃ المعارف الاسلامیہ الشیعہ ج ۱ ص ۶۶۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شان میں شیعہ کی گستاخی کی انتہاء

ملا باقر مجلسی اپنی کتاب (بحار الانوار جزء 43 ص 78) پر اس طرح بکواس کرتا ہے کہ جعفر بن محمد سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چہرے کو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دونوں پیتانوں کے درمیان رکھ کر سوتے تھے اور اس کو بوسہ دیتے تھے (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد) یہ ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی عزت و شان شیعہ مذہب میں۔

کیا شیعہ سے بڑا کاذب، خبیث، غلیظ، فرقہ آپ نے دیکھا ہے؟

اللہ تعالیٰ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اہل بیت کی شان میں گستاخی اور لعن طعن میں شیعہ مذہب کا لٹریچر بھرا ہوا ہے، میں مزید ذکر نہیں کر سکتا جو کچھ ذکر کیا عبرت کے لیے اور شیعہ کا اصل مکروہ چہرہ دکھانے کے لیے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے متعلق شیعہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سوائے تین (المقداد بن الاسود و سلمان الفارسی و ابوذر الغفاری) کے سب کے سب کافر و مرتد تھے، (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد)

گلینی کی روضۃ الکافی میں یہی لکھا ہے جاء فی کتاب روضۃ الکافی ج 8 ص 246 للکلینی ما نصہ روى عن ابی جعفر قال: (کان الناس اهل ردة بعد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الا ثلاثة المقداد بن الاسود و سلمان الفارسی و ابوذر الغفاری) اور مجلسی کی (کتاب بحار الانوار) میں ہے کہ ابو بکر و عمر کافر تھے اور جوان سے محبت کرے وہ بھی کافر ہے، (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد)۔

جاء فی کتاب بحار الانوار للمجلسی "جزء 28 ص 199 باب کفر المخالفین والنصاب وما یناسب ذلک عن ابی علی الخراسانی عن مولیٰ لعلی بن الحسین قال : کانت معہ فی بعض خلواتہ فقلت : ان لی علیک حقاً الا تخبرنی عن ہذین الرجلین : عن ابی بکر و عمر؟ فقال : کافران ، کافر من احبہما . اور مجلسی کی (کتاب بحار الانوار) میں ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں، ایک ابو بکر کے لیے ایک عمر کے لیے ایک معاویہ کے لیے اور ایک عائشہ کے لیے الخ (معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد)

وجاء ایضاً فی نفس الکتاب "جزء 8 ص 301 باب النار عن ابی بصیر قال : یؤتی بجهنم لها سبعة ابواب ، باب الاول للظالم وهو زریق ، وباب الثانی لحبتر والثالث للثالث ، والرابع لمعاویة والخامس لعبد الملک

والسادس لعسكر بن هوسر ، والباب السابع لابی سلامة ، فهم ابواب لمن اتبعهم بيان : الزريق كناية عن ابي بكر ، والحبتر هو عمر الى ان قال ويحتمل يكون عسكر كناية عن عائشة .

قُمی ملعون اپنی کتاب (الاربعین فی امامۃ الائمۃ الطاہرین ص 615) پر لکھتا ہے کہ عائشہ کافرہ تھی اور جہنم کی مستحق تھی معاذ اللہ عائشہ کافرہ مستحقۃ للنار .. نقل کفر کفر نہ باشد۔

بغرض عبرت شیعہ مذہب کی غلاظت و خباثت پر کچھ حقائق میں نے اپنے دل پر جبر کر کے پیش کیئے ہیں کیونکہ شیعہ کے کفریات و ضلالت نہ تو کوئی صاحب ایمان دیکھ سکتا ہے نہ پڑھ سکتا ہے نہ پیش کر سکتا ہے چہ جائیکہ اس کو قبول کر لے مقصد صرف شیعہ مذہب کا غلیظ و خبیث چہرہ دکھانا ہے۔

باقی آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

احتجاج۔۔۔ احتجاج۔۔۔ احتجاج

اہلحق میڈیا سروس کے سنی کارکنان شیعہ، بریلوی اور دوسرے باطل فرقوں کی طرف سے اہلحق کی سائٹس پر حملے کی بزدلانہ حرکت کی

شدید الفاظ میں مذمت کرتی ہے

باطل یہ بات کان کھول کر سن لے کہ اب ان کی گمراہیوں پر پردہ ڈالنے کی ہر کوشش کونا کام بنا دیا جائے گا۔۔۔ باطل کی یہ حرکت اپنی شکست کا اقرار اور اہلحق کی فتح ہے جس پر ہم اہلحق میڈیا سروس کی پوری ٹیم کو

مبارک باد

پیش کرتے ہیں

اللہ پاک اہلحق میڈیا سروس کو اپنی حفظ و امان میں رکھے آمین

ایمان کی قیمت

مولانا محمد حسین صاحب، ۶۳ وی

ویسے تو بندہ کافی دنوں سے مضطرب تھا، لیکن اضطراب کی کیفیت میں کچھ نہ کر سکتے ہوئے ہر وقت قلم اٹھانے اور تحریر کرنے سے عاجز رہا۔ بالآخر وہ وقت آن پڑا جب کچھ زیب قرطاس کرنے پر مجبور ہوا لیکن حالات نے اجازت نہ دی کہ ورق فی الفور مہیا کر سکوں، اچانک ایک لیٹر پر نگاہ پڑی اسی کے لفافے کو کھولا اور اس پر تحریر شروع کر دی۔

اضطراب کی بات کر رہا تھا، آخر کیسا اضطراب؟ ایک وہ وقت تھا جب مومن کا یہ نعرہ ہوا کرتا تھا جان جاتی ہے بے شک جائے لیکن ایمان ہرگز نہ جائے اور ایک موجودہ دور ہے جس میں نام نہاد (مسلمان) کہتا ہے کچھ نہ کچھ آنا چاہئے ایمان رہتا ہے رہے نہیں رہتا تو نہ سہی۔ اللہ رب العزت سے توبہ کر لیں گے۔ دور حاضر میں ایسا کونسا گناہ ہے جو امم سابقہ میں تھا جس کے سبب وہ ہلاک ہوئیں اور آج ہم میں نہ ہو۔

جدھر دیکھو، جسکو دیکھو کمائی کی دھن میں سرتاپا مصروف ہے۔ یہ فکر نہیں کہ آیا یہ طریق کسب طرز نبوی ﷺ کے مطابق تو کیا کچھ مناسبت بھی رکھتا ہے یا نہیں؟ ایک چھوٹی سی مثال ٹین ڈبے، روٹی ٹکڑے خریدنے والے کی ہی لے لیں۔ ترازو کی مار قوم شعیب علیہ السلام کی طرح ان کا شیوہ ہے مزید برآں ان کا یہ نظریہ ہوتا ہے کہ صورت ایفاء استیفاء میں منفعت نہیں دو کلو روٹی کے ٹکڑوں کو جب ان کے کندھے پر تولا جائے تو ڈیڑھ کلو بنتے ہیں فی کلو بارہ روپے کے حساب سے گویا ان کے ایمان کی قیمت صرف ”چھ“ روپے ہوئی۔ بسا اوقات وہ ایمان جس کی حفاظت تن من دھن سے کی جاتی ہے صرف ۷۵ پیسے میں بک جاتی ہے۔ ایک رانگ نمبر موبائل سے ڈائل کرنے پر چھوٹی محبتوں کے دعوے آخر کس بات کا پتہ دیتے ہیں؟۔

جب سے مومن نے اپنی پہچان کھودی ہے اسی دن سے ذلیل و رسوا ہے۔ ایک کا در چھوڑ کر ہر ایک کا در کھٹکھٹاتا پھرتا ہے۔ اٹھ جاگ مسلمان اپنی وقعت پہچان اور ایمان کی قیمت جان! تو ملائکہ کا سردار ہے، جب انسان بنے۔ تو اللہ جل شانہ کا مخاطب ہے، جنت میں داخلے کیلئے اس عارضی جہاں سے جس نے اپنی قدر و منزلت کو پہچانتے ہوئے ایمان کی قیمت کو جانتے ہوئے اسکی حفاظت کی وہی ہوگا ملائکہ کا سردار اور چھوٹی خدائی (جنت) کا مستحق۔

فضائل شعبان

ساجد خان نقشبندی

قارئین کرام! یہ مہینہ شعبان کا مہینہ ہے اس کو شعبان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں خیر کثیر پھیلتا پھولتا ہے یا یہ ”شعب“ (بکسر الشین) سے مشتق ہے جسکے معنی ”راستے، گھاٹی“ کے آتے ہیں چونکہ یہ ماہ ”خیر کا راستہ“ ہے خیر کی طرف جانے والے ماہ یعنی رمضان کا راستہ اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے۔ لفظ شعبان میں پانچ حروف ہیں۔ ش۔ ع۔ ب۔ ا۔ ن۔ اور ان پانچوں میں ایک ایک بزرگی کی طرف اشارہ ہے۔ ش سے تو شرف کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور ع سے بلندی (علو) کی طرف اور ب سے ”بر“ (نیکی) کی طرف اور الف سے الفت کی جانب اشارہ ہے اور نون سے نور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ (بحوالہ غنیۃ الطالبین)۔

چونکہ اس مہینے کے بعد رمضان کا مہینہ آتا ہے اس لئے یہ بہت برکتوں والا مہینہ ہے اس میں روزہ رکھنے کی بہت فضیلتیں ہیں۔ حضرت اسامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب شعبان کا مہینہ آجائے تو اپنی نیتوں کو درست کر لو اور خود کو پاک صاف کر لو۔

صحیح مسلم ج ۶ ص ۳۳ کی حدیث ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو رمضان کے علاوہ کسی ماہ میں پورا ماہ روزہ رکھتے ہوئے نہیں دیکھا اور رمضان کے علاوہ سب سے زیادہ جس ماہ میں روزہ رکھتے وہ شعبان کا مہینہ ہوتا۔ حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سے فرمایا کہ یا رسول اللہ میں نے آپ کو رمضان کے علاوہ سب سے زیادہ روزے شعبان کے مہینے میں رکھتے ہوئے دیکھا اس کی کیا وجہ ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ یہ وہ مہینہ ہے جس میں بندوں کے اعمال رب العالمین کے سامنے پیش ہوتے ہیں سو میری خواہش ہے کہ جب میرے اعمال پیش ہوں تو میں روزے سے ہوں۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۲۲۸ و سنن نسائی ج ۸ ص ۵۹)۔

ایک روایت میں ہے کہ آسمان میں ملائکہ کیلئے دو راتیں عید ہیں جس طرح مسلمانوں کیلئے دنیا میں دو دن عید ہیں۔ پس ملائکہ کی عید ”لیلۃ البراء“ یعنی ۱۵ شعبان اور لیلۃ القدر کی رات ہے اور مسلمانوں کی عید عید الفطر اور عید الاضحیٰ کا دن ہے۔ (بحوالہ مکاشفۃ القلوب) امام سبکی روایت کرتے ہیں کہ شعبان کی پندرہویں رات کی عبادت سال بھر کے گناہ معاف کر دیتی ہے اور جمعہ کی رات کی عبادت ہفتہ بھر کے گناہ معاف کر دیتی ہے اور لیلۃ القدر کی رات تمام عمر کے گناہوں کو معاف کر دیتی ہے۔

ہمیں بھی چاہئے کہ اس پورے ماہ کو روزوں اور شب گزاری سے آباد کریں اور زیادہ سے زیادہ اللہ کے حضور توبہ و استغفار کر کے رمضان کا استقبال کریں۔ بعض حضرات کے نزدیک شعبان کی پندرہویں (۱۵) رات کو ملائکہ کو دنیا کے امور (موت رزق وغیرہ) تقسیم کئے جاتے ہیں مگر یہ صحیح نہیں صحیح قول کے مطابق یہ رات ”لیلۃ القدر“ کی رات ہے۔ ہمارے ہاں ۱۵ شعبان کی رات کو مرد و عورتیں قبرستانوں میں جا کر جو بدعات کرتے ہیں اس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اہلحق کی خبریں

☆ امیر اہلحق میڈیا سروس محترم ارسلان بھائی نے ماہنامہ اہلحق کو دئے گئے اپنے ایک بیان میں شیعہ اور دیگر باطل فرقوں کی طرف سے اہلحق میڈیا سروس پر حملے کی شدید مذمت کی انھوں نے کہا کہ یہ لوگ اس قدر اخلاقی پستی کا شکار ہو چکے ہیں کہ جب کچھ نہ بن پڑا تو حق فورم پر فحش تصویریں شائع کر دیں انھوں نے اہلحق میڈیا سروس پر اس قسم کے حملوں کی شدید مذمت کی اور اس عزم کا اعادہ کیا کہ انشاء اللہ وہ اپنی پوری توانائیاں مسلک اہلحق کی ترویج اور باطل کے تعاقب میں صرف کرنے سے دریغ نہیں کریں گے باطل یہ بات کان کھول کر سن لے کہ اس قسم کی گھٹیا حرکتوں سے وہ ہمارے حوصلے ہرگز پست نہیں کر سکتا۔

☆ اہلحق میڈیا سروس کی مجلس شوریٰ کی طرف سے جاری کردہ ایک بیان میں اہلحق میڈیا سروس پر ہیکرز کے حملے اور حق فورم پر شیعہ حضرات کی طرف سے بے ہودہ تصاویر کی اشاعت کی سخت الفاظ میں مذمت کی گئی بیان میں یہ بھی کہا گیا کہ شیعہ بریلوی تنظیموں کی طرف سے اہلحق کی جماعتوں پر الزام تراشیاں افسوس ناک امر ہے بیان میں واضح کیا گیا کہ آج سنی تحریک اور دیگر بریلوی شیعہ جماعتیں استغاری طاقتوں کے ایجنڈے پر عمل کرتے ہوئے اہلحق کی مذہبی جماعتوں کے خلاف نفرت پھیلا رہی ہیں اور انھیں بدنام کرنے کی مذموم کوشش کر رہی ہیں۔ بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مولوی فضل کریم اور سنی تحریک ملک میں فرقہ

ورانہ فسادات کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔

☆ ۱۱ جولائی ۲۰۱۰ بروز اتوار ماہنامہ اہلحق کے مدیر محترم ساجد خان نقشبندی بھائی کی انجمن اہل سنت والجماعت کے امیر دوماہی رسالے راہ سنت کے مدیر مناظر اسلام حضرت مولانا مفتی حماد صاحب نقشبندی سے گفتگو ہوئی مفتی صاحب نے اہلحق میڈیا سروس کی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا اور اپنی سرپرستی کی یقین دہانی کروائی علاوہ ازیں رضا خانی مذہب ذات ٹیکے کی انتظامیہ کو بھی زبردست خراج تحسین پیش کیا ان کی کاوشوں کی تعریف کی اور کہا کہ بریلویت کے خلاف یہ سائٹ معلومات کا ایک خزانہ ہے۔ بعد ازاں انھوں نے اپنے ایک اجلاس میں ساجد بھائی کو اہلحق میڈیا سروس کے نمائندے کے طور پر شرکت کی دعوت بھی دی۔

☆ ۲۷ رجب ۱۴۳۱ھ بروز ہفتہ شیخ التفسیر والحدیث استاذ الحدیث حضرت مولانا محمد شریف مولویانی اس جہان فانی سے کوچ کر گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ علیہ الرحمۃ کو علم میراث اور تفسیر میں اجتہاد کا درجہ حاصل تھا۔ آپ کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ پوری دنیا میں حدیث کی سب سے عالی سند آپ علیہ الرحمۃ کے پاس تھی اور اس میں حضور ﷺ تک صرف تیرہ واسطے تھے۔ دنیا بھر سے علماء و طلباء صرف اس سند کو حاصل کرنے کیلئے آپ کے پاس آتے۔

سرزمین دیوبند

عبدالرحمن مدنی

شاد باد شاد ذی اے سرزمین دیوبند
ملت بیضاء کی عزت کو لگائے چار چاند
اسم تیرا مسمیٰ ضرب تیری بے پناہ
تیری رجعت پر ہزاروں اقدام سو جان سے نثار
تو علم بردار حق ہے حق نگہبان ہے تیرا
ناز کر اپنے مقدر پر کہ تیری خاک کو
جان کر دیں گے جو ناموس پیغمبر پر فدا
کفر ناچا جن کے آگے بار ہا تنگی کا ناچ
اس میں قاسم ہوں کہ انور شاہ کہ محمود الحسن
گرمی کی ہنگامہ تیری ہے حسین احمد سے آج

ہند میں کیا تو نے اسلام کا جھنڈا بلند
حکمت بطحا کی قیمت کو کیا تو نے دو چند
دیواستبداد کی گردن ہے اور تیری کمند
قرن اول کی خبر لائی تری الٹی زقند
خیل باطل سے پہنچ سکتا نہیں تجھ کو گزند
کر لیا ان علما دین قیم نے پسند
حق کے رستے پر جو لٹادیں گے اپنا بند بند
جس طرح جلتے توے پر رقص کراتا ہے، پسند
سب کے دل تھے دردمند اور سب کی فطرت ارجمند
جن سے پرچم ہے روایات سلف کا سر بلند

ماہنامہ اہلحق کو مضمون بھیجنے والے حضرات نوٹ فرمائیں

☆ اہلحق کا اگلا شمارہ رمضان کے مہینے کے مناسبت سے ہوگا لہذا مضمون نگار رمضان کے حوالے سے اپنے مضامین ارسال فرمائیں۔

☆ آپ کا مضمون ادارے کو ہر اسلامی ماہ کی ۲۰ تاریخ تک موصول ہو جانا چاہئے۔

☆ ادارے کے پاس پورا ماہ ہی کوئی نہ کوئی کام ہوتا ہے اسلئے براہ کرم اپنے مضامین کی پروف ریڈنگ خود کر لیا کریں ورنہ اشاعت میں تاخیر ہو سکتی ہے۔

اپنے مضامین مندرجہ ذیل ای میل آئی ڈیز پر ارسال فرمائیں

mahnama@ahlehaq.com

kalahazrat@gmail.com



قائمیر اہل سنت و الجماعت

تازہ ترین ٹی وی انٹرویوز

نوٹ: ویڈیو آن لائن دیکھنے یا ڈاؤنلوڈ کرنے کیلئے تصویر پر کلک کریں



پروگرام: ٹونائٹ وڈ جسمین - سماء نیوز - ۱۹ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا محمد احمد لدھیانوی (سربراہ اہل سنت و الجماعت پاکستان)
موضوع: پنجاب میں حالیہ دہشتگردی کی لہر اور حکومت پنجاب کا کردار



پروگرام: نیوز بیٹ پیپل - سماء نیوز - ۱۸ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا محمد احمد لدھیانوی (سربراہ اہل سنت و الجماعت پاکستان)
موضوع: ارکان پارلیمنٹ کی سیاسی حیثیت اور اہل سنت و الجماعت کا کردار



پروگرام: نیوز ٹوڈے - رائل نیوز ٹی وی - ۷ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا محمد احمد لدھیانوی (سربراہ اہل سنت و الجماعت)
موضوع: ملک میں حالیہ فرقہ واریت کی سازش اور علماء کا کردار



پروگرام: حب وطن - رائل نیوز ٹی وی - ۶ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا شمس الرحمن معاویہ (صوبائی صدر پنجاب اہل سنت و الجماعت)
موضوع: ملک میں جاری دہشتگردی... جل کیا ہے؟



پروگرام: اسلام آباد ٹونائٹ - آج ٹی وی - ۶ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا محمد احمد لدھیانوی (سربراہ اہل سنت و الجماعت)
موضوع: کالعدم جماعتیں اور انتہا پسندی



پروگرام: کیپٹل ٹاک - جیو ٹی وی - ۵ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا محمد احمد لدھیانوی (سربراہ اہل سنت و الجماعت پاکستان)
موضوع: دینی جماعتوں میں اتحاد اور موجودہ ملکی صورت حال





قائمید اہل سنت و الجماعت

تازہ ترین ٹی وی انٹرویوز

نوٹ: ویڈیو آن لائن دیکھنے یا ڈاؤنلوڈ کرنے کیلئے تصویر پر کلک کریں



پروگرام: اسلام آباد سے - سی این بی سی ٹی وی - ۵ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا محمد احمد لدھیانوی (سربراہ اہل سنت و الجماعت پاکستان)
موضوع: فرقہ واریت اور علماء کا کردار



پروگرام: بروقت - وقت نیوز ٹی وی - ۵ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں (رہنما اہل سنت و الجماعت پاکستان)
موضوع: داتا دربار پر حملہ اور ملک کی موجودہ صورت حال



پروگرام: ان سیشن - دنیا نیوز ٹی وی - ۳ جولائی ۲۰۱۰ء
مہمان: ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں (رہنما اہل سنت و الجماعت پاکستان)
موضوع: داتا دربار پر حملہ اور مذہبی تنظیموں کا کردار



پروگرام: فرنٹ لائن - ایکسپریس نیوز ٹی وی - ۲۵ جون ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا محمد احمد لدھیانوی (سربراہ اہل سنت و الجماعت پاکستان)
موضوع: دہشت گردی اور فرقہ واریت کے خاتمے کیلئے مذہبی تنظیموں کا کردار



پروگرام: ان سیشن - دنیا نیوز ٹی وی - ۲۰ جون ۲۰۱۰ء
مہمان: مولانا محمد احمد لدھیانوی (سربراہ اہل سنت و الجماعت پاکستان)
موضوع: کالعدم تنظیموں پر پابندیاں اور اُن کا سیاست میں کردار



حق چار یار یوٹیوب چینل

www.youtube.com/hcyglobal

ترجمہ از نصف شعبان میثودائے دوستان ذوق اوہرگز نیابد بلبلان در بوستان
(مفسر قرآن حضرت مولانا شاہ منصور)

آیات رسل بودہ ہمہ بہتر و برتر آیات تو قرآن ہمہ دانی ہمہ گیری
(امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کشمیری)

شائقین علوم قرآن کے لئے بشارتِ عظمیٰ

دورہ تفسیر القرآن الکریم

مفسر قرآن شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خالص صاحب دامت برکاتہم بانی ورئیس الجامعہ العربیہ احسن العلوم وخطیب جامع مسجد احسن گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی انشاء اللہ العزیز اپنے اساتذہ اور مشائخ کے طرز پر پڑھائیں گے۔ شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان عصر حاضر میں قرون اولیٰ کے اجلہ علماء محدثین و مفسرین کے علمی کارناموں کے مجدد اور وارث ہیں۔ ان کا درس تفسیر اور حدیث اس دور میں شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری، حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ درخواسی اور شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان کے خدمت و اشاعت قرآن کے روح پرور مناظر کی یادگار ہے۔ (نور علی نور قرآن کریم نمبر ص ۱۰۱)۔ دورہ تفسیر کا آغاز 15 شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ بروز بدھ مطابق 28 جولائی 2010ء سے ہو کر ۲۵ رمضان المبارک کو ختم ہوگا۔ کامیاب طلباء کو اسناد دی جائیں گی۔ مستحق طلباء کے قیام و طعام کا بھی انتظام ہے علاوہ ازیں زندگی کے دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے حضرات، اسکولز، کالجز اور یونیورسٹیز کے طلباء بھی شرکت فرما سکتے ہیں۔ باضابطہ شرکت کرنے والوں کو ایک ایک نسخہ قرآن مجید ہدیہ دیا جائے گا۔ جبکہ درس کھنے والوں کے لئے مخصوص نسخے کا انتظام کیا گیا ہے۔

خواتین کے لئے پردے کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے کیا ہی بہتر ہوگا کہ علوم قرآن کے شائقین اس مختصر سی مدت کو نعمت خداوندی سمجھ کر اپنی زندگی کے دیگر مشاغل سے فراغت حاصل کر کے اس فانی زندگی میں اول تا آخر حق تعالیٰ شانہ کا قرآن سن سکیں اور یوں دنیا و آخرت کی نجات کا عظیم سرمایہ تیار ہو سکے۔ درس کی خصوصیات: حق تعالیٰ کی توحید اور جناب نبی کریم ﷺ کی سنت مبارکہ کی مدلل تشریح کیساتھ علماء کرام اور اولیاء عظام کے منہج حیات کا تعین اور وضاحت۔

اوقات روزانہ صبح ۸:۰۰ تا ۱۲:۰۰ بجے **ضروری وضاحت** غیر ملکی طلبہ حکومت پاکستان کی تعلیمی اجازت کے

بغیر داخلے کیلئے رجوع نہ فرمائیں۔ فون: 3496-8356, 3481-8210, 3497-8102

انٹرنیٹ سے براہ راست درس سننے کے لئے www.ahsanululoom.com

وضاحت: جامعہ ہذا میں ترجمہ اور تفسیر کے علاوہ علوم و فنون جیسے صرف و نحو، منطق، میراث اور قرأت اور تجوید بھی پڑھائی جائے گی۔

چھوٹے بچوں کی اصلاح اور تربیت کے لئے جامعہ کا تعلیمی منصوبہ، دینی و دنیاوی علوم کا حسین امتزاج حفظ قرآن، تفسیر، حدیث، فقہ، عربی، کمپیوٹر کے ساتھ

اولیول انگلش میڈیم اسکول The Islamic School of Modern Sciences: 0300-2608763

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید

کی قائم کردہ تعلیمی اصلاحی درسگاہ دارالعلوم ہندوستان میں

دورہ تفسیر قرآن کریم و رد فرق باطلہ

مطرز: حضرت مولانا حسین علی واں پچراں و حضرت مولانا عبداللہ درخواسی

حضرت درخواسی کے تلمیذ خاص، علمی و فکری جانشین

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی

منشیہ مکتبہ عربیہ احیاء العلوم ظاہریہ پیر رحیمہ یار خان

بتاریخ ۸ شعبان المعظم ۱۴۲۸ رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ

برپا ۲۱ جولائی ۲۹ اگست ۲۰۱۰ء تک پڑھائیں گے۔ انشاء اللہ

وقت: صبح ۸ تا ۱۲

خصوصیات

- ★ قرآن کریم سمجھنے کیلئے ضروری قواعد و ضوابط ★ قرآن کریم کے بنیادی اصول
- ★ ہر سورہ کا موضوع و خلاصہ، ہر کوع کا خلاصہ اور اس کا ماخذ
- ★ شان نزول، ربط بین الآیات، مشکلات قرآن ★ سیاست انبیاء
- ★ خلافت اسلامیہ کی حقیقت، فرق باطلہ کی تردید اور علماء حق کے مسلک اعتدال پر روشنی ڈالی جائے گی۔

اس سعادت عظمیٰ میں اسکول، کالج اور یونیورسٹی کے طلباء اور دیگر شعبہ ہائے تعلیم کے طلباء کو دلچسپی سے شرکت فرمائی جاسکتی ہے۔
نوٹ: طالبات اور خواتین کیلئے بھی دورہ تفسیر میں شرکت کا انتظام کیا گیا ہے۔

دورہ تفسیر قرآن انٹرنیٹ پر براہ راست سنا جاسکے گا۔

www.ShaheedIslam.com

ادراعی الغبر مولانا محمد طیب لدھیانوی

مطرز: حضرت مولانا حسین علی واں پچراں و حضرت مولانا عبداللہ درخواسی

خصوصیات

- ★ قرآن کریم سمجھنے کیلئے ضروری قواعد و ضوابط ★ قرآن کریم کے بنیادی اصول

حضرت درخواسی کے تلمیذ خاص، علمی و فکری جانشین

مکتبہ یوسف پورسٹ آف سوسائٹی ملٹر ۱۱۳/۸، سیم ۳۳، غزرا درجی لڑکی

Phone: 021-5447711 Mobile: 0321-5275430, 03219264592